

وَأَوْلَئِكَ هُمُ الظَّاغُونَ

# اسلام

اردو ترجمہ  
مسلم اندیا ایسٹ اسلام کیوں

جناب خواجہ کمال الدین صاحبی لے ایں۔ ایں نبی مبلغ اسلام نگارشان  
تیریادارت

جلد (۱)

قیمت سکانہ  
تین روپیہ (ستے)

نمبر ۲  
عمریان پیام صبح سے  
دور دیر (عذر)

## قہرمن صد اپنے

صفحہ	اپنے	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۶۲	عمریان نے فقا بچوں کی طرف کیا میں کیا					
۶۴	صلح شریشی اور عیب نہیں					
۶۹	شہزادی کارووم					
۵۲	عبداللہ بن حرمی					
۵۶	ایضاً					
۷۰	راواں اسلام میں قدم بڑھا دو۔ مطریون بارہن					
۸۰	لا اور عربی میں بیٹھے					

زیبی بہشت اور اسلامی بہشت  
ایمان بلا عمل ہوتے ہیں  
کام ایجاد سے خطا  
اسلام کس طبق پھیلائے

کہ ہوں احمد علی گھوٹ سے  
حکم خداوندی کی طرف  
خداوندی کی طرف نہیں پڑھ کر کھینچ کر ہم بھر جائیں

شانہ ہوئے

# احمد یہ مجن اشنا عنت لام لاہو

سلسلہ عائیہ احمد کی اصل کام اور حضرت سعیج موعود علیہ السلام کی بخشش کی اصل غرض فنیا میں اسلام کا نام بلند کرنا تھا۔ اور اسی کا دنگنا چار دنگ عالم من جان نا ہے جا شف کو پورا کرنے کیلئے حضور علیہ السلام نے اپنی صین حیات میں طرح طرح کے مصائب اور دمکھ برداشت کرنے کے باوجود اسلام کی خدمت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک اور بارک نام دنیا میں روشن کرنے میں جو کمپ کوشش اور جدوجہد کی وہ نظریت سے، اسکے بعد اپنے درستہ کر ایک انجمن کے ذریعے آپکے اس بارک نش کو پورے طور پر کامیاب بنانے کی کوشش کی جاتے۔ اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے مذکورہ عنوان نام انجمن لاہور میں قائم کی گئی ہے، جس کے اغراض مقاصد حسب ذیل ہیں:-

(۱) اسلام کی اشاعت کرنا اور ان تجارتی کو سوچنا اور جل میں نافرمان سے اشاعت لام ہو سکے +

(ب) ایسے فراہد کا تیار کرنا جن سے تبلیغ اسلام ہو سکے +

(ج) امور متعلقہ سلسلہ احمد یہ کو سلنجام دینا +

اجمن اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے مفصل ذیل درائع اختیار کر لیگی۔ ایسے مربوون کا قائم روح کی غرض مبلغین اسلام کا تیار کرنا ہو گا۔ تقریباً عظیم مبلغین اجراء رسالجات۔ اخبارات۔ تالیف۔ تصنیف۔ اشاعت کتب۔ ترکیب۔ وہ تمارات کتب خانہ۔ ریڈنگ لیبریری قائم کرنا۔ پچڑوں۔ ہٹلوں اور درسگاہوں کے ذریعہ اسلامی تعلیم پھیلانا۔ علاوه اون درائع کے انجمن اگر ضروری سمجھے تو اور کوئی ذریعہ بھی اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے اختیار کر سکتی ہے +

اظہر ہے کہ ان عظیم اشان اغراض کی تکمیل کے لئے کس قدر جدوجہد اور روپیکی ضرورت ہے۔ اسلام اس وقت غیر قوام کے سامنے ایک سیکھی تیم بچھے کی طرح موردمصائب اسلام ہو رہا ہے اور تمام بھی خواہاں اسلام کیا احمدی کیا غیر احمدی سبے بزبان حال اس سیکھی مخلصی دلالت کیلئے زیاد رہا ہے۔ کیا کوئی ہے۔ جو اسی واژہ پر لبیک کہ کر اس مقتنع س فرض سے سبکدوش ہو؟ اور پورے طور پر مالی امداد کے ذریعے سے حفاظت اشاعت لام کے پاک کام میں رہا ہو؟

تمام رقوم حیا سمجھ یہ مجن اشنا عنت لام لاہو کے نام آنی چاہیئتے

# اسماعیل الام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
تَحْمِدُهُ وَتُصَلِّي عَلَى سَوْلَهِ الْكَرِيمِ

# خُدَا كَا مُظْلِل

طرز بیان اور الفاظ خواہ مختلف ہوں لیکن دنیا میں شاید ہی کوئی کیسا نام ہب ہو گا جس نے اس کھلی کھلی سداقت کی تعلیم نہ دی ہو۔ کہ انسان اپنے خالق (خدا تعالیٰ) کی صورت پر پیسا کیا گی تھا۔ کیا شک ہے کہ حضرت انسان میں حیرت انگیز استعدادوں کی بھی گئی ہیں۔ بعض وجودوں میں وہ سلطنتی طور پر جلدہ آتا ہوتی ہیں لیکن اکثر میں غافی ہی رہتی ہیں۔ اور ان کو عالم شہود کا دیکھنا نصیب نہیں ہوتا ہے۔ مگر اس میں کچھ کلام نہیں۔ کہ تم میں سے ہر ایک اُس پر وہ ترسhtی کا ظسل ہے۔ اور مزدہ ہے کہ ہم میں دایروہ انسانی کے اندر تمام صفات خداوندی موجود ہوں۔ خواہ ان کا وجود اسکا نی طور پر یہی کیوں نہ ہو۔ کوئی بھی جسم کو جامنہ انسان عطا ہوا ہے۔ ان صفات سے محروم نہیں رکھا گیا۔ اسلام کے متعدد بانی شکے پاک ابد و ایامے اس نظر کی حقیقت حسب ذیل پڑھکت الفاظ میں ظاہر ہیں تھے۔ حدیث شریف میں حضرت صدم کی وحی ختنی توں یعنی جس شخص سے میں محبت کرتا ہوں یہی اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ ستا ہے۔ اور یہیں اس کی آنکھیں جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور یہیں اس کے ہاتھ بنتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور یہیں اُن کے پاؤں بنتا ہوں جس سے وہ پلٹتا ہے۔ پھر جناب رسالت کے نامے اس اعلیٰ درج کو پہنچنے کا طریقہ حسب ذیل ولفاظ میں بیان فرمائے ہے۔

کے خدا فرماتا ہے۔ اسے انسان تو میرے احکام کی پیری وی کرا در میرے جیسا ہو جائیگا۔ اور تب تو کیجھا "ہو جا" تو "ہو جائیگا" خدا کے احکام کی پیری وی "خدا کے اعضا اور جوڑ" کے حصول کی شاہراہ ہے۔ الفاظ "کن فیکون" میں کوئی امر خلاف قانون قدر نہیں ہے۔ اگر ایک شخص اس عالم کا ہمنوا ہو کر قانون قدرت کے ساتھ مطابقت حاصل کرے۔ تو اس کی خواہش مشیت اپنے دی کے ساتھ مل جاتی ہے۔ اور جو کچھ آیا شخص چاہتا ہے ہو جاتا ہے۔ خدا کے احکام کی پیری وی ہی آسمانی خزانہ کی کلید ہے۔ اور اس خزانہ کو حاصل کر کے انسان خدا تعالیٰ کا حقیقی عکس ہو جاتا ہے۔ بے شک یہ راہ دشوار لگا رضوی ہے۔ لیکن اسکا سے باہر نہیں ہے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کی شکل پر بنائے گئے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ہمارے وجودوں سے منعکس ہو سکتی ہیں۔ وہ نیت کا یہ اعلیٰ درجہ محمد رسولی یعنی کرشم اور دیگر خدا کے تابعدار اور متبرک بندوں نے نکم دیش حاصل کیا۔ اور اس کے حصول کا رستہ ہمیشہ ایسے وجودوں کے لئے جو خدائی احکام پر طیپیں گے۔ اور وسروں کو وہ احکام سکھایاں گے۔ کھلا رہیگا۔ یہی کمال کی حالت ہتھی جس نے یہ سوچ میسح سے یہ الفاظ کھلوائے۔ میں باپ سے آیا ہوں۔ جو کوئی مجھ پر ایمان لا یہیگا۔ اگرچہ وہ مرد ہو زیادہ کیا جائیگا۔ جناب کرشم اس سے بھی آگے پڑے گئے۔ اور کہا۔ میں بھگوان ہوں! اور پھر کہا کہ "جو میری خدمت کریگا۔ اس کو پورا جو طیگا۔ اور میں اس واسطے آیا ہوں کہ اسلام قربانیاں بھیت خدا ہونے کے قبول کر دیں نہ بھیت پڑ دہت ہوئے نکے" جناب مجھ نے ایک ہزار اہل مکہ کی آنکھوں میں سٹھنی بھر کر کر اور ریت پھینکی سا اور اس سے ڈمنوں کی صفوں میں آیی گئراہست طاری ہوئی۔ کہ سوائے بھل گئے کے کچھ بن شپڑی اور وہ جو آنحضرت اور ان کے متبوعین کی جان یلسنے کی سلطان کر آئئے تھے۔ نہایت شرمناک شکست کا منہہ دیکھ کر ائٹے پاؤں دوڑ گئے۔ اس واقعہ کی طرف قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے یوں اشارہ فرمایا ہے۔

وَمَا رَبِّيْتُ اذْرَمِيْتَ وَلَكَنَ اللَّهُ رَحْمَنٌ  
اس موقع پر جناب محمد کا دامنا ہما تھا گویا خدا اکا ہما تھا۔ قرآن کریم میں ایک اور آیت

ہے۔ جو اس مطلب کو اور بھی پر معنی الفاظ میں ظاہر کرنی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ "قتل انکتم  
تخبیون اللہ فاتتعو نی تجیبکم اللہ یعنی اے بنی اسرائیل تو گوں کو کہہ دے۔ کہ اگر وہ خدا  
کا محبوب بنتا چاہتے ہیں۔ تو وہ تیری متابعت کر کے یہ درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور یہ  
ظاہر ہے۔ کہ جو خدا کا محبوب ہے۔ اُس کے اعتبار خدا کے اعضا، یہں۔ جو شخص  
جناب محمدؐ کی پیروی کرتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا کامل شبیہہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ آنہنا بڑے  
خدا تعالیٰ کے تمام احکام کی پوری پوری متابعت کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا  
تعالیٰ کے احکام پر چلنے سے ہی انسانیت کا یہ اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے۔  
تعجب اور حیرت کی انتہا نہیں رہتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص  
کے منہ کے چند لفاظ کو مغربی دماغ اس کی خدامی کے ثبوت میں قبول کر لیتا ہے  
لیکن اسی فتنم کے الفاظ جب کسی دوسرا سے شخص کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ تو ان کا  
انکار کرتا ہے۔ جب طرح کے الفاظ یوسوع نے کہ۔ قیسے ہی بلکہ بعض صورتوں میں ان  
سے بھی پُر زور الفاظ لوگر مقدس انسانوں کے پاک بلوں سے نکلے ہیں۔ پھر اس میں  
کیا راز ہے۔ کہ ایک کو تو خدامی تخت پر بٹھایا گیا۔ اور دوسروں کو انسانیت کے درجہ  
کے اور پرستی ذمی۔ یوسوع کے مجرمات کی نہرست میں ایک بھی ایسا نہیں ہے۔ جس کی  
نیظہ دوسرا سے پیغمبروں کے مجرمات میں نہ ہے۔ پھر حیرانی ہے۔ کہ ایک تو ایک کام  
کی وجہ سے خدا بنا یا گیا۔ اور دوسرا سے با وجود اسی فتنم کا کام کرنے کے اثاثاں ہی اسے  
نظاہر ہیں۔ ایک مشکل معمد معلوم ہوتا ہے۔ مگر ذرا سی غور سے یہ حل ہو جاتا ہے۔ یوسوع  
مشرق کا باشندہ تھا اور اس کا کلام مشرقی طرز میں تھا۔ اور مغربی دماغ کے نئے مشرقی  
طرز کا کلام سمجھنا بہت ہی مشکل ہے۔ اور یہی امر ٹوکر کا باعث ہوا ہیں تو یوسوع کے کلام  
میں کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوتی ہے جس سے کسی فتنم کی حیرت ہو۔ مشرق کے دیگر بڑے  
بڑے انسانوں نے ویسے ہی الفاظ کے ہیں۔ اور یہی سعی شے ان الفاظ میں جو اس  
نے اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے ہیں۔ کوئی امر خلاف  
منمول نہیں ہے۔ بعض اور بھی وجود ہیں۔ کہ جن کو ایسی ہی غلط فہمی کی وجہ سے خلل

کہ مرتبہ دیا گی تھا۔ مگر اسلام نے راس کے مقدس باتی پر ہزار ہزار صلوٰۃ ہو، پھر ان کو خدا نے کے جعلی نعمت سے جس کی خواہش بیوی کی طرح ان کے خیال میں بھی نہ آئی تھی۔ اتنا لدیا ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ بیوی کو بھی دنیا اسکی اصلی حالت میں دیکھے اقتدار صداقت لله عزیز ہوئے کو ہے۔ اور موحدات حکمیک زور دل پر۔ ویسے الخیال عرب بیوی نے عیسیٰ بیٹت کی لے معنی اور ناقابل فتنہ تھیویوں کو ظاہر کر دیا ہے۔ اور من کی خدائی اب چند دن کی دہان ہے۔ بے شک جیسا کہ قرآن کریم بتا تھا بے بیوی ایک بی پسیہر تھا۔ اور وعدہ وہ چند بہترین الناذل میں سے ایک تھا۔

## ریلی بہشت اور آسمانی بہشت

”وہ جو زین پر اپنے خانق کی آواز سننے کی خواہش سے آشنا نہیں ہوا ابھیں نے روح القدس کے پانے کی کوشش نہیں کی ہے۔ ..... کس طرح ایسا آدمی رو عالمی خوشی کی تقدیر کر سکتا ہے۔ جس نے اپنے وجہ کی بُری خواہشوں کے خلاف جنگ نہیں کی۔ اور بُری حکمیک پر فتح حاصل نہیں کی۔ جس نے اپنے بھائی کی آنکھوں سے سنج کے آنڈوں شک کرنے کی خوشی کا بچرہ نہیں کیا۔ آسمانی راحت حاصل کرنے کے قبلي نہیں ہے۔ صرف وہی آدمی رو عالمی خوشی حاصل کر سکتا ہے جس نے کہ زین پر ہی پستہ۔ پستہ اعلیٰ درجہ کے خیالات کی دنیا بنالی ہو۔ اور جس نے کہ فیمت کی کشمکشوں سے لامبرداہ ہو کر خوش اور حرم ہو کر رہنا سیکھ لیا ہو۔“

”وی گا پسل آف ہو پ۔“

اس میں کیا کلام ہے کہ ذکورہ بالا عمارت میں ایک اعلیٰ درجہ کے خیال کو تھا۔ موزون انفاظ کا بابا پہنایا گیا ہے۔ لیکن یہ باور کرنے کے واسطے ہمارے بابا کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ اس خیال کی تابید ہیئت سے جس سے ہماری مراد وہ غریب

ہے جو پرلوس کے باطل خیالات کی پناپر بنایا گی ہے۔ اور جو مسیح کی تعلیم میں ہرگز داخل نہ تھا ہوتی ہے۔ وہ جس نے زین پر آسمانی زندگی کامرا نہیں چلنا۔ اور خدا کی حبلال کا مشاہدہ، اسی دنیا میں نہیں کیا ہے بہشتی فردوس میں حاصل کرنے کے قاب نہیں ہے۔ اور اُس کو ایک روز ان انسانوں کے متعلق جو مرض زبان انتقاد کے بدله اور غلط مستلوں کے معاوضہ میں بہشت کو نہیں ہے ہیں۔ کف افسوس ملا پڑ گیا ہاں، اس عبارت کے لائق مصنفوں کو اپنی تحریر کی نسبت تائید اسلامی کتاب میں مل سکتی ہے۔ قرآن کریم صرف یہی نہیں سمجھتا ہے کہ روحانی کمال والوں کو اسی زین پر بہشت دیا جاتا ہے۔ بلکہ یہی بتاتا ہے کہ وہ بہشت جس کا وعدہ دوسری زندگی میں کیا گیا ہے یہ موجودہ بہشت کا ہی ٹھل ہے۔ اسلامی مقدس کتاب زمینی لباس پہننے ہوئے ہستی انسان کے اوصاف بھی بیان کرتی ہے مایہ لوگ دہ نہیں ہیں جو کو مسیح کی صلیبیں موت ہرایاں لا کر ایک طرح سے خدا کو زیر بار احسان کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ ہیں جو آپ اپنے ہاتھ میں صلیب رکھنے ہوئے اپنے آپ کو خدا کی رضاخواست کے لئے مارتے ہیں۔ اور یہی شہادت کام کرتے ہیں یا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ ناصری نے کہا۔ اور یہی شہادت اُس کو گھونٹ کوپنے کے لئے تیار رہتے ہیں جو اُس رسول نے پیا۔ ایسے ہی انسانوں کی طرف اشارہ کر کے قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَمَنْ أَنْهِيَ مِنْ لِيَشَّدِي لِنَفْسِكَ أَبْتَخَأَ

مَنْ نَهَمَتِ اللَّهُ وَاللَّهُ سَرَّعَتْ بِالْعِبَادِ يَعْنِي بعض آدمی ایسے ہیں۔ جو خدا کو رضا۔ کے بعد اپنے آپ کو نیچ دیتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ بندوں پر سرم کرنے والا ہے۔ یعنی جن انسانوں سے اس قسم کی قربانی ٹھوڑی میں آتی ہے۔ اُن پر خدا کی رحمت اور ہمدردی نازل ہوتی ہے۔ یہ حالت ہے اس بہشتی انسان کی جو کہ کمال کا دہ روحانی مرتبہ جس سے مراد خدا کے رستے میں قربان ہو جانا ہے۔

حاصل کرنا ہے۔ وہ اپنے سولا پر قربان ہو جاؤ ہوتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اس کی زندگی کی علت غالباً خدا کی اطاعت اور مخلوق پر شفقت ہے۔ اور اسلام کی تعریف بھی اُس کے معلم کے الفاظ میں یہی ہے۔ حضرت رسول کریمؐ سے اسلام کی تعریف بھی

گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ **لَعْظِيمٌ لِأَمْرِ اللَّهِ وَالشَّفَقَةُ عَلَى خَلْقِ اللَّهِ** ”  
 یعنی خدا کی اطاعت اور اس کی مخلوق پر شفقت کرنے کا نام ہی اسلام ہے جب  
 آدمی اس طرح سے اپنی خواہش کو خدا کی مرضی کے ماخت کر دیتا ہے۔ تو اس  
 کی ہر ایک طاقت حقيقی نیکی کے بجا لانے میں لگ جاتی ہے۔ اور یہ سنتی تکلیف  
 کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے بلکہ حقیقی دلچسپی اور خوشی سے گویا کہ وہ اپنی اطاعت  
 اور فرمانبرداری کے آئینے میں اپنے مالک کو دیکھ رہا ہے۔ خدا کا ارادہ اس کا ارادہ  
 ہو جاتا ہے۔ اور اس کو خدا کی اطاعت کے سوائے کسی بات میں خوشی نہیں ملتی  
 ہے۔ وہ اچھتے یا نیک کام ان کی عدمگی یا نیکی کی وجہ سے نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اس کی  
 طبیعت ہی ان کی طرف بکھنچی جاتی ہے۔ اور ان میں اعلیٰ درجہ کی خوشی اور سورہ  
 اس کو حاصل ہوتا ہے۔ یہی ہے وہ بہشت جو پاک انسان کو اسی زندگی میں عطا  
 کیا جاتا ہے۔ اور دوسری زندگی کا بہشت گویا اسی زندگی کی روحاں برکت کا نہیں  
 ہوتا ہے۔ ہم اسید کرتے ہیں کہ عیسائی مشریقی جو اسلامی بہشت کے متعلق  
 طرح طرح کے غلط بیانات شایع کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا چند سطور  
 پڑھ کر شرم میں ڈوب جائیں گے۔ اور ہمارے ان بیانات کی فرمیتشریح  
 حسب ذیل قرآنی آیات میں ملتی ہے ۷

۱۱، وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَنَ (سورہ ۵۵۔ آیت ۲۶) یعنی  
 اس شخص کے لئے جو اپنے خدا سے ڈرتا ہے۔ اور اس کے جلال اور جبروت کے  
 عرب میں رہتا ہے دو بہشت ہیں۔ ایک تو اسی دنیا میں اور دوسری  
 دنیا میں ۸

۱۲، وَسَقَاهُمْ بِنَهْمٍ شَرًا مَبْطُونًا (سورہ ۶۷۔ آیت ۱۱)، جس کا  
 مطلب یہ ہے۔ کہ جو لوگ خدا کے جلال کے خیال میں کھوئے گئے ہیں۔ ان کو  
 ان کا خدا ایک ایسا شربت دیتا ہے۔ جن سے ان کے دل ان کے خیال  
 اور ان کے ارادے پاک ہو جاتے ہیں ۹

وَمَنْعِلُنَا لِيَشْرَبُ بِهَا عِبادُ اللّٰهِ لِيَفْجُرُ وَنَهَا التَّغْيِيرًا (سورہ ۶۷، آیت ۱۸)  
 یعنی وہ آئیے چشمہ سے پئیں گے جس کو ان کے اپنے ہاتھوں نہیں جاری کیا ہے۔  
 تیسری آیت خاص طور پر اس معتقدوں کے متعلق بہت کچھ ظاہر کرتی ہے  
 بہتی چشمہ جس سے ساکنان بہت اپنی پیاس بجاییں گے۔ ان کے اپنے ہی  
 ہاتھوں اس دنیا میں تیار کیا ہوا ہو گا۔ ان کے اپنے فعل ہی پہلے لائیں گے۔  
 یعنی ان کے صحیح اور عمدہ اعتقادات کی جب بیک اعمال سے آبیاری ہو گی۔  
 تو وہ بہتی چلوں سے مشرب ہو جائیں گے ہ۔

## ایمان بلا عمل موسمے

از شہزادی کا ریڈچ اف بوگن کسیل مجیم  
 اس باب اور نتائج کے قانون کا مشاہدہ ہم آتے دن اس عالم میں کر رہے  
 ہیں۔ اصلیہ ظاہر ہے کہ جب فعل اور نتیجہ میں مطابقت نہ رہے۔ تو الفاظ  
 محدود ہو جاتا ہے۔ اور ہم نہیں خیال کر سکتے کہ کس طرح خدا تعالیٰ "ایماندار"  
 کہلاتے والوں کے گناہ انہا دھنہ بخشک اپنے ہی قانون کی خلاف ورزی کر گا  
 ہر ایک عقیدہ والا جو دوسرے عقیدہ والوں پر گولیاں چلاتا ہے۔ اپنے  
 "ایمان کی ڈھان" کی پناہ میں اپنے بخل کا نتیجہ جلتے سے نہیں بچ سکتا ہے تمام  
 لوگ جن کو اپنے ہمسایوں کی بجائت کاشک ہے۔ اور اپنی بجائت کو یقینی سمجھے  
 ہیں۔ زیستی زندگی کے خاتمه پر دیکھیں گے کہ کوئی بھی ان سے نہیں پوچھے  
 سکا کہ "تیر اکا ایمان ہے" بلکہ سوال جو پوچھا جائیں گا۔ یہ ہے کہ "تو نے کیا سوچا  
 کیا کہا اور کیا کیا" ۔

کسی ایک نہیں عقیدہ پر انہا دھنہ ایمان لانا یقیناً روح کی ترقی کے لئے

ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ترقی کلی طور پر اُن نیک اعمال کے بجا لانے اور بُری خواہشات پر غالب آئنے پر مخون رہے۔ صبر اور استقلال کے ساتھ قدم قدم چل کر ہمیں روشنی کی اقیم میں پہنچنا ہے۔ سب لوگوں کا خیال ہے کہ مسیح تمام ایمان لانے والی روحوں کو بہشت میں دھکیل دیگا۔ لیکن یہ خیال محض غلط ہے۔ اور ایسی سہولت کے ساتھ ہو جانے والی شادمانی کی قدر ویت ہی کیا ہے۔ وہ حقیقت اُسی خوشی کی قدر ہوتی ہے۔ جو مستواتر گھنٹوں اور مسلسل تکلیفوں کے بعد آؤے یہی وجہ ہے کہ انسان کو یکے بعد گیرے لا انتہا تریٰ یافہ ہستیوں میں مشکلات اور غمتوں کے دریاؤں کو چیز کر گزنا پڑتا ہے۔ تاکہ اس میں اعلیٰ تر خوشی کو لیئے کی قابلیت پیدا ہو جائے۔ یہ امر افسوسناک ہو گا۔ اگر آدمی جیسی ناقص سہستی کو ترقی کے میدان میں تگ دو کرنے سے روک دیا جاوے۔ اور مرتے ہی دایجی سرور اور خوشی کے باغ میں پہنچا دیا جاوے۔ ہم ایسے بہشت کے سمجھنے سے قاصر ہیں جیسیں مسلسل ترقی نہیں ہے۔ کیونکہ عدم حرکت کا نتیجہ ہمیشہ زوال ہوتا ہے۔ اور احتستواتر اور دیگر ترقی میں ہی ہے۔

ذہب کا ایسا خیال جو ہم نے تلاہ کیا ہے۔ انسان کو بڑی سے بڑی کوشف شپر تیار کرتا ہے کیونکہ وہ شخص جو جانتا ہے کہ اس کو ایک مناسع مقام پر پہنچنا ہے۔ اور اس بات کا بھی اس کو یقین ہے۔ کہ تمام منزل اسے خود ہی لے کر لی ہے۔ اپنی تمام طاقت آگے بڑھنے میں صرف کر دیتا ہے۔ بخلاف اس کے جو یہ خیال کرتا ہے کہ یہ منزل بغیر ناتھ پاؤں ہلاتے ہے سکتی ہے۔ قدرتی طور پر سست بہتا ہے۔

یہ اصول کے بخات محسن ایمان پر موقوف ہے۔ نہ صرف پاک نوشتہ، ایمان بلا عمل صوت ہے، کے ہی بخلاف ہے۔ بلکہ ترقی کا سخت دشمن ہے۔ اگر محسن ایمان کو ہی بخات کی کلید سمجھ لیا جائے۔ تو بخات کے لئے تمام کوششیں غیر

ضروری ہو جائیگی ہے۔

ایک قابلِ یقین امر پر ایمان لے آئے میں کوئی خوبی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک قدرتی بات ہے۔ اس واسطے ہم سے یہ ایک دخواست کی جاتی ہے۔ کہ ہم ایک آئیے امر پر ایمان لا دیں جو معقولیت کے تمام قواعد و قوانین کے متنضاد ہے اور اس وجہ سے آدمی کی تمام خوبی اس بات میں تصدیق کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس طاقت کا جس کو ادا رکھ سکتے ہیں۔ اور جو ایک پیار کرتے والے باپ کا عطا ہے۔ سچھاً گھوٹ دے ہے۔

جب انسانی فکران تمام اعتقادی پروپولی کو جن میں پر لئے وقت کے غصب نے مذہب کو چھپایا ہوا ہے۔ پھاٹنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ تب نبی نوع انسان کی ترقی کے راستے سے وہ روک اُٹھ جائیگی جو خوش اعتقادی کے پرائی اصولوں نے ڈال رکھتی ہے۔ اب وقت ہے۔ کہ زندہ صداقتیں مردہ اعتقادوں کی جگلیں ہیں۔

بنی نوع انسان ایک بڑے مکان کی طرح ہے۔ اور ہر ایک مذہب چھوٹی بیٹھی کھڑکی ہے۔ اور تمام کھڑکیوں میں سے ایک ہی آفتاب کی روشنی پڑتی ہے۔ مختلف کھڑکیوں میں بیٹھنے والے اپنا وقت اس جھکڑے میں صرف کر رہے ہیں۔ کہ ان کی کھڑکی کے رفتہ سب سے زیادہ روشنی پڑتی ہے۔ اور ہر ایک سی بات پر اڑا ہو گا۔ «صلی روشنی» اُسی کھڑکی میں سے آتی ہے جس میں کہ وہ خود بیٹھا ہوا ہے۔ کیا اچھا ہو اگر تمام حیران دشیں ایک منفرد کو شش کر کے اُس دیوار کو جو مختلف کھڑکیوں کو علیحدہ کرنی ہے۔ رگر ادیں۔ تاکہ ایک ہی بڑی کھڑکی رہ جاوے جس میں سے رومان کیتھلکوں پہاڑیوں۔ یہودیوں اور میگریوں اور ذوقوں کے مشترک گردہ پر خدا کا عالمتبا سوسج روشنی ڈالے جب تمام لوگ اس نتیجہ پر پہنچ جاوے گے۔ کہ کوئی ایک خاص گروہ ایسا نہیں ہے جس نے تمام صداقت کا سمجھیکہ لیا ہوا ہے۔ اور جو ان لیں گے

کہ تمام نہ اہب میں الہی صداقت کے نکلے مخفی ہیں۔ تب لوگ دوسروں سے محض اس حصے کو وہ اُس خدا کو جسے محبت کا سرچشمہ کہا جاتا ہے۔ پانے کے مختلف ذریعے رکھتے ہیں۔ نفرت اور حقارت سے پیش آنا چھوڑ دیں گے۔ اور تب وہ وقت ہو گا جیکہ تمام لوگ اس علم پر متفق ہو جائیں گے۔ کہ ایمان کا بہترین اقرار ایک ایسی زندگی میں مضمون ہے۔ جو خدا کی رضی کے مطابق ہو۔

## اہل واش سخاطب

ذیل میں عنوان ذکر کا ایک ایسا طریق پیش کیا جاتا ہے۔ جو اس قابل ہے۔ کہ تمام عیجم العالم اصحاب اپنی توجیہ سکی طرف مبذول کریں۔ اور جو تمام دنیا کے نہ اہب کے لئے جو اس وقت باہم مصروف پیکار ہیں۔ ایک ایسے میدان کی طرف را ہنماں گز سکتا ہے۔ جہاں وہ اپنے ہتھیار ڈال کر ایک دوسرے کے لگے مل سکیں۔ پچھے فہرہ کو ایک شنگ و تاریک غار کا نظارہ نہیں پیش کرنا چاہئے بلکہ ایک ویسیع میدان کا۔ خدا تعالیٰ جو کہ تمام نہ اہب کا سرچشمہ ہے۔ کسی ایک قوم کا خدا نہیں ہے۔ بلکہ کام عالم کا برورش کشندہ اور قائم رکھنے والا ہے۔ اُس کا سورج روشنی دیتے ہیں جو چھوٹی ٹکیا اولائیاں با رجاء کی نیز نہیں کرتا ہے۔ اس کا مینہ محل ارجمندی پر ایک ہی طرح بستا ہے۔ اس کی ہوا سے اسپر و قبیر کو ایک جیسا ہی حصہ ملتا ہے۔ الغرض اس کی بخششیں سسی ایک قوم پر ہی محدود نہیں ہیں۔ اور ہماری جسمانی زندگی کا روزمرہ کا بجز ہے اس پر شاہد ہے۔ اور اس سے کسی کو اسکارا نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہم یہیں سے ہر ایک اس نظارہ قدرت کو ہر روز اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے۔ جسمانی اور روحمانی زندگی میں عجیب مطابقت ہے۔ اور جو امر ایک پر صادق آتا ہے۔

دہی دوسرے پر جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جسمانی عطیات تمام و کمال ایک ہی قوم کے حصہ میں نہیں آتے۔ تو پھر باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ روحانی بادشاہی پر کسی ایک قوم یا ملک نے ہی بلا داخل غیرے قبضہ کر لیا ہو۔ اس مسئلہہ قاعدہ کو ہاتھ میں لے کر ہم ضروری طور پر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ وہ تمام انسان جو مختلف حضور عالم میں وقتاً ناظرا ہوتے ہیں۔ اور جنہوں نے کہ آئیسے مذاہب قائم کئے جنکو دوزبانہ باوجوہ شمار حملوں کے صدیوں میں بھی مٹا نہیں سکا۔ خدا تعالیٰ کے مقدس بندے تھے۔ ایک مدعی نبوت کی صداقت کے لئے یہ کافی ثبوت ہے کہ اُس نے تکمکا انسانوں کے دلوں میں راہ پالی۔ یہ کیونکر ہو ہو سکتا ہے۔ کہ خداۓ رحیم حبیں نے اپنے بندوں کی جسمانی اور روحانی تربیت کی ذمہ داری اپنے پر لی ہے۔ اپنے بے شمار بندوں کو ایک جھوٹے کے ہاتھ میں چھینتا ہوا اور جھبٹ کے گڑھے میں گرتا ہوا دیکھے۔ اور صدیوں تک اُسی میں اُن کو سرداڑتا گلتا رہنے دے۔ اور ان کی خبر گئی نہ کرے۔ اور پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ وہ دنیا کے ایک خاص حصہ کو روحانی ترقی کے لئے چنے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ اگر ایسا ہے تو یہ پسلے درجہ کی ہے انصافی ہے۔ ذرا عنقر کرنے سے مشکل حل ہو سکتی ہے۔ صرف صداقت ہی ہے جو تباہ ہونے سے بچ سکتی ہے۔ بے شک کچھ عرصہ کے لئے ہوش بھی سرستہ ہوتا نظر آتا ہے۔ اور ایک وقت میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا وہ صداقت کو ممات دے دیجَا۔ لیکن یہ سرسری اور فتح بالکل عارضی ہوتی ہے۔ بہت عرصہ نہیں گزرتا۔ کہ کذبہ کا حباب اُڑ جاتا ہے۔ اور صداقت اپنی اعملِ صفائی کے ساتھ چکنے لگتی ہے۔ حاصل کلام صداقت کو اور صرف صداقت کو ہی پایہ اری حاصل ہے۔ کوئی نسل ایسی نہیں گزرتی۔ کہ جس نے نئے خیالات اور جدید تفہیموں کو بر ساری یکڑوں کی طرح پیدا ہوتے نہیں دیکھا۔ گرتے پڑتے ان جدید خیالات کی عمارت لفظ قائم کر دی آتی۔ پر نہ یا وہ عرصہ نہ گزرا کہ زبانہ

کے فناہ کرنیوالے ہاتھ نے ان کی ہستی کو صفحہ دنیا سے مٹا دیا۔ اور اس حقیقت پر دریگاہی کہ صرف صداقت ہی غیر فانی چیز ہے۔ وہ مذہب جس نے کہ صدیوں تک لکھوکھا دلوں پر عکرانی کی ہو۔ جایز طور پر وعوٹی کر سکتا ہے کہ وہ خدائی چشمہ سے نکلا تھا۔ اس تمام کلام سے ہمارا دل لاپیدی طور پر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب خدائی چشمہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ اور اگر بعض مذہبیوں کی صداقت بیس شک کی کوئی وجہ ہے۔ تو یہ بعد کی ملادوٹ کا نتیجہ ہے :

ایک معقول پسند اس مائے کے انہاریں اصرار نہیں کر سکتا۔ کہ رام اور کرشن اور دیگر مقدس انسان جو کہ پرانے وقتوں میں ہند کی مقدس زین میں صداقت کے مفعول پر وار رہے۔ سب کے سب خدا کے برگزیدہ انسان تھے۔ اسی طرح بُدھ جس کا مذہب بجاہ اپنے پیوں کے ہزاروں کے تماں دیگر بُدھ پر فوکیت سکتا ہے۔ صداقت کا عالم پر دار رہتا۔ یہ مر جس کے متبعین دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سے تک علم اور روحشی پھیلائے ہے ہیں۔ صداقت کا مفہوم رہتا۔ اسی طرح موسیٰ جس نے بنی اسرائیل کو تنزل کی سیاہ فار سے نکال کر روشی کے اعلیٰ میتا پر پہنچایا۔ صداقت کا پیامبر تھا۔ اور پھر زرتشت بھی جس نے کہ زمانہ گذشتہ میں فارس میں پچھے علم کی روشی پھیلاتی۔ خدا کا پیغمبر تھا۔ ہیرا خیال ہے کہ مقدس بانی اسلام کے متعلق بھی اس پہلو سے روشی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ ابتداء کے آفریقیش سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں گزرابے۔ کہ جس نے اپنے نیراؤں کے دلوں پر اس قسم کا استلط حاصل کیا ہو۔ جس طرح اس عظیم انسان وجود نئے کیسی پیغمبر کی سوادخمری وہ غیر معمولی نظر ارہ نہیں پیش کر سکتی۔ جو اس جلیل القدر کی زندگی میں دنبا نے دیکھا۔ پے شمار آدمی گروہ دیگروہ ہو کر اپنے تمام دنیا ذی مفاوکو قریان کر کے اپنی زندگیوں تک دیئے کے لئے تیار ہو کر اس کے آستانہ عالی پر

حاضر ہو گئے۔ کسی پیغمبر کو وہ عدیم النظر کا میابی فضیب نہیں ہوئی۔ جو اس خاتم کمالات کو اُس کی کامیابی ہمیشہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس کے جلال و کمال کو ظاہر کرتی رہیگی۔ یہ تمام صحیح واقعات ہیں جس کی تایید تاریخ کے صفات آیلے زور سے کر لے ہیں۔ کہ کوئی سمجھ دار انسان ان سے انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اور دشمن این اسلام کو اپنی صداقت کی زندگی دے چکیاں دے رہے ہیں۔ اس رسول کا ذہب جو کہ بجا ڈالنے کا توسیب مذہبوں سے چھوٹا ہے مگر بلیخدا صلیت سب سے پرانا ہے۔ انسانی دست برداشت سے کبھی خراب نہیں ہو سکتا ہے۔ اور انسانی دست برداشت کے برخلاف حفاظت کی آئندی ضمانت رکھتا ہے۔ اور اس واسطے یہ دست برداشی اس قدر مذاہب کی جعلی خوبصورتی کو بجاڑ دیتا ہے۔ اسلام کے لوزانی چہرہ پر کوئی دصبه نہیں لگا سکتی۔ ہر ایک صدی پہنچنے والے شروع میں ہی ایک ایسے مصلح کو پیش کرتی ہے۔ جو خدا کی طرف سے اس بات پر مامور ہوتا ہے۔ کہ صداقت کے پاک چہرہ کو کذب کے خس و غاشاک سے جو مرور زمانہ کی وجہ سے جمع ہو گیا ہو۔ پاک کرے۔ اس طرح سے غلطی کو بڑھنے اور اسلام کی مقدس تعلیم کو آلودہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا ہے۔ یہ شک انسانی دست برداسلام پر مشتمل دیگر مذاہب کے حملہ کرنے سے باز نہیں ہتی لیکن خدائی ہاتھ اُس حملہ کے اثر کو جلدی ہی مطا دیتا ہے۔ اور پھر وہی اصل منور چہرہ نکل آتا ہے۔ دوسرے مذاہب کو یہ خصوصیت حاصل نہ ہوتی۔ اس واسطے انسانی دخل ان میں اپنا کام کر گیا۔ یہ اسلام کی خصوصیت ہے۔ اور اس کی وجہ سے بانی اسلام کا درج مقابلہ دیگر بانی ان مذاہب کے بست ہی اونچا ہے ۔

(عبد الحق احمدی)

# اسلام کس طرح پھیلا؟

لوں ہال کلکتہ میں ایک عظیم الشان جلسہ

خبراء وی مسلمان، کلکتہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کی رویداد شاید ہوئی ہے۔ جو گذشتہ ستمبر کی ۲۱ رات تھے کو کلکتہ کے لوں ہال میں بعد ارت جنا ب مولوی نجم الدین احمد صاحب ہماری ان ناچیز خدمات کے اعتراف کیواستے جو ہم پسے پتے مذہب کے لئے کر رہے ہیں منعقد ہوا۔ صاحب صدر جلسہ نے اس موقع پر حسب ذیل تقریر فرمائی:-

”ہم سب جانتے ہیں۔ کہ کس طرح اسلامی رہا دروں نے اپنے مقدس مذہب کی تابید میں اپنی جانوں تک کی بھی پروادہ شکی اس گئے گزرے زمانے میں بھی عربی سوداگر جو مختلف اقطاع عالم میں دور دراز گوشوں میں اپنی تجارت کی خاطر جاتے ہیں۔ جماں کیس ان کا گزر ہوتا ہے۔ وہ اپنے پاک مذہب کے ۴ لوں کی اشاعت کا موقع ہاتھ سے نہیں دیتے ہیں۔ اور اس طرح سے ان قوموں کو جواب تک تاریک فتاویٰ مگر اسی ہیں رہے ہیں۔ روشنی کا خوبصورت چہرہ دکھانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ یہ لوگ معمولی منادوں کی طرح اسلام کا وعظ نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے شریف اخ بر تاؤ اور ایمان دارانہ کار و بار سے ایک ایسا اعلیٰ درجہ کی نمونہ دکھاتے ہیں۔ کہ جو بیشتر مخلوقات کو کشاں کشاں اسلام کی حلقة بگوشی میں لے آتا ہے۔ اُس عظیم کامیابی کو جو اس طریقے سے نایجپیا اور افزیقے کے دیگر حصوں میں حاصل ہوئی ہے۔ دوسرے مذاہب کی باتا عدد قائم شدہ مشتری سوسائٹیاں بغیر رشک

اور تعریف کے نہیں دیکھ سکے۔ ہم نے اسلام کے بڑو شمشیر پھیلئے کے متعلق بہت کچھ سنائے ہے۔ اور اس الزام کی تردید بکرات و مرات کی گئی ہے۔ اس داسطے ہم ضرورت نہیں سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے متعلق کچھ زیادہ کہیں۔ اسلام کو جدیشہ اس کی اخلاقی برداشت کی وجہ سے فتح حاصل ہوئی ہے۔ جسمانی صوت کی وجہ سے ہتھیار ہم کو بتاتی ہے۔ کہ مٹھی بھر سلمان بلا کسی بڑی خوزیری کے دشمنوں کی ڈڑی دل فوجوں پر منظر و منصور ہوتے ہیں۔ تمام صحیح بیانات اس امر کا پتہ دبیتے ہیں۔ کہ قبولیت اسلام کی تمام مشهور و معروف مشا لون میں تبدیل مذہب کی وجہ اشخاص متعلقہ کا سچا اور مخلصانہ یقین ہی رہا ہے۔ ان مشا لون میں سبے اخیری وہ خوش کن جبر ہے۔ جو لارڈ ہیڈلٹے کے قبول اسلام کے متعلق ہم کو پہنچی ہے۔ کون کہ سکتا ہے۔ کہ لارڈ موصوف جیسا انسان کسی جبرا یا زور سے اسلام میں لا یا جا سکتا تھا۔ لارڈ موصوف نے جو ملک انگلستان کے ایک نواب ہیں۔ اپنے قبول اسلام کا حال خود بیان کیا ہے؟<sup>۹</sup> فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے اسلام کو محض اس وجہ سے قبول کیا ہے کہ ان کو کامل یقین ہو گیا ہے۔ کہ دنیا کے تمام مذاہب میں ہر دن یہی ایک سچا مذہب ہے۔ جس کو وہ قبول کر سکتے ہیں۔ اسلامی طریقہ کے متعلق جو ذخیرہ ان کے پاس تھا۔ اس کا مطالعہ انہوں نے کیا۔ اور اس مطالعے سے اسلام کا منور چہرو اُن پر خلا ہر ہو گیا اور کسی مقام کا جبرا یا تر غیب استعمال میں نہیں لائی گئی۔ ہم نہایت خوشی کے ساتھ لارڈ موصوف کا اپنے دینی بھائی کے طور پر خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور نہایت خوشی کے ساتھ اُس سوتھ کا انتظار کرتے ہیں۔ جبکہ وہ دریانی فرماںکار اس نک میں تشریف لا دیگئے۔

اور ہم ان کو پر ادرا نہ محبت سے مگلے بخواہیں گے؟  
 جناب مولوی نجم الدین صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔  
 اشاعت اسلام کے لئے تواریخ کو کبھی بھی کام میں نہیں لایا گیا۔ ہم نے یار ہا اپنے  
 معرفتمندان کو بلایا ہے۔ کہ وہ اس معاملہ کے متعلق ہم سے صحیح تاریخی واقعات کی  
 بنایا پر بحث کریں۔ اور ہمارے کالم اب بھی اس کے واسطے ٹھلے ہیں۔ ہم اپنے جنگی  
 روح کا فخر کرتے ہیں۔ لیکن اس بات کا ثبوت ہمارے مخالفوں کے ذمہ ہے  
 کہ کب یہ طاقت ہم نے اپنے مذہب کی اشاعت میں استعمال کی۔ برخلاف  
 عیسائیوں کے ہم نے کبھی پہنچ پولیٹیکل چدو چد کو مذہبی اشاعت کے لباس میں  
 نہیں چھپایا ہے۔ صرف ایک ہی مذہب ہے۔ جس نے مذہب کے نام پر دنیا کے  
 میدانوں کو نون سے زنجین کیا۔ اور بدشتوتی سے وہ ہی مذہب ہے جو اس بندگ  
 انسان کے نام پر پیکار راجاتا ہے۔ جس نے پہاڑ پر آشتوتی کا وعظ کیا۔ یہ کہنا کہ اسلام تواریخ  
 کی دھار پر پھیلا یا گیا۔ تمام تاریخی صحیح واقعات کی تروید کرنا ہے۔ اسلام کے توصیفی ہی  
 آشتوتی کے ہیں۔ اور اس نے پہنچ اشاعت میں ہمیشہ صلح آمیز ذرایع پر احتصار کیا ہے۔  
 جب تک ایک طرف رہا۔ اسلام تزعیم کو بھی بڑا سمجھتا ہے۔ اور اگر مذہب کی اشاعت سے  
 مراوی بعض مسائل اور اصول کی اشاعت ہے۔ تو پھر کسی نکار اسلامی اصول کا اکر اکا  
 فی الدین، دین میں کوئی جہن نہیں ہے۔ جبکہ ذریعہ سے بھی چیل سکتا ہے۔ اور کیا  
 اس وقت دنیا کے تمام حصوں میں اسلام دن دگنی رات پوچنی ترقی نہیں کر رہا ہے۔  
 اور کیا عیسائیت کو با وجود اس امداد کے جو اس کو اپنے پولیٹیکل اقتدار سے عاصل  
 ہے۔ ایک زبردست حریثت کی طرح دھمکیاں نہیں درے رہا ہے۔ اور کیا اسلام کی  
 اس ترقی مکور رکنے کے لئے تمام ذرایع عام چالبازیوں اور تھکنڈوں سے لیکر شایستہ  
 قانون سازی تک نہیں استعمال کئے جا رہے۔ کیا اسلام نے اس طرح دروغگو راجبان  
 بیانید رسائی کے مقولہ پر عمل کر کے اپنے تمام معرفتمندان کا ناطقہ بند نہیں کر دیا؟ صدقافت  
 نصفت شعاری اور فرما خدی کسی ایک قوم کی دراثت میں نہیں آگئی ہیں۔ اور اسی

لے جہاں شریزوں نے اسلام پر ناجائز اور بے بنیاد حل کر کے ان اوصاف کا خون کیا ہے وہی سیانی قوم آئیے شریف انسان انسانوں سمجھی فالی نہیں رہی جنہوں نے تعصیت سے خالی ہو کر صدقۃت کی تائید کرنے میں اخلاقی جرأت کا منودہ دکھایا ہے۔ اس ذیل میں پر و فیسری ڈبلیو آرنلڈ کو ہندوستانی متعالین مقیم لندن کی مجلس مشیران سے نعتن رکھتے ہیں کا نام نامی با مخصوص قابل ذکر ہے۔ پر و فیسر صاحب موصوف کا شہائن ویسے حوصلہ انسانوں میں ہے جو اپنی طبیعت پر اس سے با رہنیں معلوم کرتے کہ وہ ان قوموں سے انصاف اور ویاثت کے ساتھ پیش آ سکیں۔ جو نہیں یہی عقاید ہیں ان کے ہم خیال نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب موسومہ پر وہ پرچنگ آف اسلام میں جو ایک سے زیادہ ونہ چپ پچھلی ہے۔ ان تمام بہیودہ اعتراضات کا دنمان قشکن جواب دیا ہے۔ جو اسلام کی اشاعت کے بخلاف تعصیت کے نامہ بان ہاتھوں نے جمع کر رکھتے تھے۔ اس تقسیف سے فاضل پر و فیسر نے تمام مسلمانوں کو رہیں منت و احسان کر لیا ہے۔ اور کوئی اسلامی گھر اس کتاب سے خالی نہیں رہنا چاہئے، مسٹر آرنلڈ نے ایک طرح سے اپنے ہم مذہبوں کی بھی بہت بھاری خدمت کی ہے۔ اجنبیں کی اشاعت کے مسئلہ میں بہت مشکلات پڑی ہوئی ہیں۔ اب تک جو ذرایع استعمال کئے گئے ہیں وہ ناکام رہے ہیں۔ تلوار اور تقالون آخری ذریعہ ہے جو اختیار کیا گیا ہے لیکن مسٹر آرنلڈ نے ان کا میا ب ذرایع کی جانب اپنے ہم مذہبوں کی راہنمائی کی ہے۔ جس کے ذریعے سے بلا فریب اور جبر کے مذہبی کی اشاعت ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم کوشک ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے مشری اس کتاب سے کسی قسم کا فایدہ اٹھاتیں۔ مغربی دنیا میں ایثار اور خود فرا موشی نام کو نہیں ہے۔ جو لوگ کسی اور پیشے سے اپنالگزارہ نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ روئی کسے لئے گریجے کا دروازہ کشکھا تھا تھے ہیں جو ان کے لئے کھلن جاتا ہے۔ اور پھر عجب پسندی اور نئے نظاروں کی خواہش ان کو کشاں کشاں غیر مالک میں لے جاتی ہے۔ جہاں ان کو اتنی عزمت اور راحت لفیض ہوئی ہے۔ کہ اپنے نک میں شاید آیا و لفڑی خواب بھی محال ہوتا ہے۔

# عیسیٰ اپنے اسلام دنیا کی مقابلۃ کیا اصلاح کی

(جب آفتاب پیٹ دیا جائیگا۔ اور جب ستارے دھنڈ لے ہو جائیں گے۔ اور جب پھاڑ چلا دئے جائیں گے۔ اور جب اونٹیاں چھوڑ دی جائیگی۔ اور چلکی جانور جمع کئے جائیں گے۔ اور جب دریا ابلے جائیں گے۔ اور جب جانیں بدلاں کے ساتھ ملادی جائیں گی۔ اور جب زندہ دفن کی ہولی رُکی سے پوچھا جائیگا کہ توکس گناہ میں قتل کی گئی۔ اور جب کتا بیس پھیلائی جائیں گی۔ اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی۔ اور جب دونخ کی آگ دھکانی جائے گی۔ اور جب بیشت قریب کیا جائے گا۔ تو ہر شخص جان لے گا۔ جو کچھ وہ لایا ہے، وقرآن کریم)

(اسلام کی برکت)

عیسیٰ مشری اسلام کے خدا کا نقشہ ایک ایسے خالم کے لیاں میں کھینچیتے ہیں جس میں رحم نام کونہ ہو۔ مگر ان کی یہ رائے درست نہیں ہے۔ اسلام کا خدا سب کچھ جانتے والا اور سچا ہے۔ اور ہر ایک آدمی نے جو نیکی یا بدی کی ہے۔ خواہ وہ چیونٹی کے وزن کے برابر ہی ہو۔ اُس کو جانتا ہے۔ اور نیک کام کے پر لہ کو صنایع نہیں ہونے دیتا۔ وہ سمجھو لے سمجھکوں کا ہادی۔ جہیان آقا۔ حمل۔ رحیم۔ اور بہت بخششے والا ہے۔ "اور یقیناً مستقبل تیرے لئے گذشتہ سے اچھا ہو گا۔ اور وہ (خدا) سچھ پر مردان ہو گا۔ اور تو خوش ہو جائیگا"۔ سب سے اپسے وہ ہیں۔ جو اپنائکھانا غریبوں یتیموں اور اسیروں کو دیتے ہیں۔ اگرچہ خود بھی ان کو اُس کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اور ان سے کہتے ہیں۔ ہم ہم کو خدا کے لئے کھلاتے ہیں۔ اور اسی کے عوض میں نہ معاوضہ اور شکریہ

چاہتے ہیں ۴

وہ ہر ایک نفس اُس اچھتے بارے کام کا بدله پائیگا۔ جو اس نے کیا ہے۔ اور خدا کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بار نہیں ڈالے گا ۵

و (اکو) کس کا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے (کو) خدا کا اس نے پانے پر رحم کو واجب کیا ہے ۶

”آدمیں تم کو سناتا ہوں۔ جو تمہارے خدا نے تم کو حکم دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ تم اُس کے ساتھ شریک مقرر نہ کرو“ ۷

”کہ تم اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کریو۔ اور افلاس کے طریقے اپنے بچوں کو قتل نہ کریو۔ ان کو اور تم کو ہم ہی رحم دیں گے“ ۸

”کہ خواہشات کے نزدیک نہ جاوے۔ خواہ وہ ظاہری ہوں خواہ باطنی“ ۹

”کہ کسی نفس کو جس کے قتل کو خدا نے حرام کیا ہے۔ قتل نہ کریو۔ سو اسے حق رقاون (حق) کے“ ۱۰

”کہ یہیم کے مال کے فریب نہ جاؤ۔ سو اسے اُس حالت کے کہ بہتری ملوب“ ۱۱

”و کہ جب فیصلہ کرو تو الصاف پر کرو۔ خواہ کسی تربی کا ہی معاملہ ہوئے“ ۱۲

”و تم خدا کا وعدہ پورا کر دیجی ہے جس کا وہ تم کو حکم دیتا ہے“ ۱۳

”یقیناً یہ میرا رستے پر۔ اس پر چلو“ ۱۴

### عیسیٰ یہوں کی نجات سے انکار نہیں کیا ہے

قرآن کریم فرماتا ہے ت یقیناً وہ جو ایمان لے آتے۔ اور وہ جو یہودی

عیسائی یا صابئی ہیں۔ ان میں سے جو خدا پر ایمانلاتا ہے۔ اور قیامت

کے دن پر ایمانلاتا ہے۔ اور نیک اور اچھے کام کرتا ہے۔ ان کا اجر

اُن کے خدا کے پاس ہے۔ ان پر کوئی خوف نہیں آئیگا۔ اور نہ وہ غم کریں

گے۔ اور ایک مقام پر آیا ہے۔ ”ہر ایک کو ہم نے ایک قانون اور طریقہ دیا

ہے۔ اور اگر خدا چاہتا وہ تم سب کو ایک قوم بنادیتا۔ لیکن اُس نے آیسا

نہیں کیا۔ اس واسطے کہ وہ تمہاری آزمایش اس میں کرے۔ جو تم کو علیحدہ علیحدہ دیا گیا ہے۔ اس واسطے نیک کاموں میں کوشش کرو۔ تم خدا کی طرف واپس جاؤ گے اور وہ تم کو بتا سیگا۔ جس چیز کی بابت تم اختلاف کرتے ہو ۔

قرآن تشیع کے مسئلہ کی قطعی طور پر تردید کرتا ہے۔ وہ اس دعویٰ کی تیار کرتا ہے۔ کہ یسوع خدا کا فرستادہ اور بنی اتفاق۔ اور اس کی پسیاں ایش معجزانہ سقی۔ کیونکہ خدا کی روح مریم کے رحم میں ڈالی گئی سقی۔ تاہم یسوع ایک بندے کے سوار اور پکھہ نہ تھا۔ جس کو ہم نے رسالت عطا فرمائی ۔

**مسلمان یسوع کی رسالت کو تسلیم کرتے ہیں!**

ایک سچا مسلمان یسوع کی رسالت پر ایمان لاتا ہے۔ اور جن اخلاق کی اس نے تعلیم دی ہے۔ اُس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس وقت محمد رسول اللہ کا ظہور ہوا۔ اس وقت تمام دنیا بعد ان لوگوں کے جوابنے آپ کو عیسیٰ کتھتے۔ مسیح کی پاک شریفیانہ اور رحم آسیز تعلیم سے دور چلی گئی ہوئی سقی۔ کیا انہوں نے دنیا کی بہکی ہوئی قتوں کو پاکیزگی۔ اضافت۔ رحم اور ترقی کی جانب نہیں ٹایا۔ کیونکی ہمیں کی عزت نہیں کرتے۔ یا کم انکم اُس کی رسالت کو تسلیم نہیں کرتے ہے اس کی وجہ مسیح کی انبیت کا مسئلہ ہے۔ فرقہ یعنی ٹیریں۔ رموحدانہ انبیت مسیح کا انکاری ہے۔ اور با وجود اس کے اس فرقہ کے مجرم اپنے آپ کو عیسیٰ سمجھتے ہیں۔ ایہ بن قوم کے کروڑ ہا۔ گدمیوں نے اس مسئلہ کا انکار کیا تھا۔ جن کی اس رائے کا کہ یسوع خدائے واحد کا ایک انسانی فرستادہ تھا۔ قلع فتح کرنے کے لئے تقصیب اور ظلم کی تمام طاقتلوں کو میداںدیں آنا پڑا تھا۔ دیر بسجد ادب کے ساتھ انخلیل کا سلطان ہو کرتا ہے۔ اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ کہ یسوع نے خدائی کا کوئی دعویٰ کیا ہو۔ لیکن اس خود ساختہ سکل کا اس قدر اثر ہے۔ کہ عیسیٰ اس پر ایسے اڑے ہوتے ہیں۔ کہ اس کو خارج از بحث سمجھتے ہیں ۔

اس بات کے ہوتے ہوئے بھی کہ عیسائی یسوع کو خدا سمجھتے ہیں۔ اور مسلمان اس کو ایک انسان جیس پر موسیٰ کی طرح خدائی احکام کو پھیلانے کے لئے الہام ہوا مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ عیسائی قطعی بُنات سے محروم ہیں۔ گران کے عقیدہ کی جو سابقہ عقاید کی تکمیل اور ترمیٰ کی صورت میں ہے۔ بڑے نور سے مخالفت کی جاتی ہے۔ لگچان کے آتا کی رسالت کی کامیاب تاثیر کو تسلیم کیا جاتا ہے ۷  
**مسلمان اور عیسائیوں کی لغزشیں**

یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام اور کام دیسے ہی الی پایہ کے ہیں جیسے یسوع کے لیکن یہ حق ہے کہ اسلام کی تاریخ میں اس فتنہ کے منتهی آئے ہیں کہ اس کے ماننے والے اپنے مذہب کی اعلیٰ و روحی اخلاقی حالت سے گر کے۔ اسکے ساتھ ہی یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ عیسائیوں نے اکثر اور نہایت خطناک طریق سے الفضاف۔ رحم یافت اور پیغمبر معمولی دینداری کے اصولوں کو کبھی ترک کر دیا تھا، خلافاً ربنا میہ کے عہد میں پڑنے شنازوں کی جہالت اور شعبدہ پرستی جو کہ رسول اللہؐ کے وقت میں بالکل دور ہوئی تھیں پھر بوٹ آئی۔ ان دونوں میں نظم اور ایزاز اسلامی جو رسول اللہؐ کے وقت میں اور ایک طویل درصہ بعد تک کسی کو معاوِم بھی نہ تھے نام ہو گئے۔ اس عہد کے اختتام پر ایک نرم اور فیاض مذہب کا دو رشروع ہو گیا۔ اکھڑا اور درشت طبع حکرالوزن نے جن ہیں سے بعض مجذون بھی تھے۔ اپنی شریعت کے احکام کو توڑا ہے۔ اور عیسائیوں اور پیغمبر اپنے ہم مذہبوں کو دکھ دیا ہے۔ مگر یہ واقعات اسلام میں ایسی کثرت سے نہیں ہیں۔ یہی عیسائیت میں۔ اور تمام اسلامی عہد کو بھیت مجموعی لے کر یہ بلوق کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس میں رحم اور الفضاف کا دو بقا لہ عیسائی عہد کے بہت زیادہ رہا ہے ۸

### رسوم اور پدیدہ عقاید

مفہرین اور شارحین کے اثر اور محمد (رسول اللہؐ) کی خالص تعلیم میں ہیسا کہ قرآن شریف میں بیان ہوئی ہے۔ آجکل ایک جنگ ہو رہی ہے۔ تفاسیر اور تشریحات کا بمقابلہ تعلیم کے اصلی الفاظ کے زیادہ غلبہ ہے۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ سچ

کے مذہبیں سور صاف طور پر نظر آ رہا ہے لیکنی رسومات مذہبی عقاید پر چکا سے ہے ہیں) ایک عیسائی پادری بذات خود اجنبی میں غور کر کے اپنا مذہب نہیں قائم کرتا۔ اگر وہ انحریزی کلیسیا سے تعلق رکھتا ہے تو سوال ویزا ب کی کتاب اور وہیں کے احکام اس کے لئے کافی ہیں۔ ہر ایک عیسائی فرقہ کے عقیدہ پر اُس کے روحاں پیشواؤں کی روایات و فصیلہ جا تھے رنگ آسیزی ہوئی ہوئی ہے ۶

اس میلان کے بخلاف اب بہت شور اگھٹا ہوا ہے۔ اور اب یہ ذاتی حقیقت کی طرف رجحان میں تبدیل ہو رہا ہے۔ اسی قسم کی محضیک اسلام میں بھی زوروں پر ہے۔ اور پونکہ قرآن کا مفہوم ذاتی یقین کے حق میں ہے۔ اس واسطے اس محضیک کی سیالی کی بھی پوری امید ہے۔ اسلام کے لئے یہ ایک بڑی امید ہے جیسا کہ عیسائی مذہب کے واسطے بھی اس قسم کی امید موجود ہے مسلمین کے الفاظ پر ہو داغ لکھتے گئے ہیں۔ وہ اٹا دیتے چاہتیں۔ اور روایات کو درج اعتباً سے گراوینا چاہتے ہے۔ ہر ایک کونود اس پیغام کو جاؤں کا رسول لایا پڑھنا چاہتے۔ رسم و راجح کو نقدس سے معراجنا چاہتے۔ اور سوادے اس حالت کے کہپاک نشتوں میں ان کا ذکر ہو۔ موسن کے لئے غیر ضروری تصویر ہو ڈا چاہتے ہو

اگر کوئی عیسائی اس امر کو ناممکن خیال کرتا ہے۔ تو اس کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ مسلمانوں سے ایک تیسے کام کا مطالبہ کرنا جس کے سرانجام دینے سے وہ خود عاجز ہے کیسا غیر معقول ہے +

آخریں رام سعمنوں اُس فایدہ کے لئے جو اس نے سید امیر علی حسیا اونچا  
کمال الدین صاحب کی تصنیف سے اٹھا یا ہے۔ شکریہ کا انطہار کرتا ہے ۶

دمنقول از او لقون ٹایپر اینڈ اورینیٹ ریلویو

اسلام اک دیلو یو ہم اک طریکو جو ہمارے خیال میں اس مضمون کے لکھنے والے ہیں۔ یقین دلاتے ہیں کہ ”رمضان“ اور ”عنایتگری“ ایسے نام ہیں جن کا نام ونشان ہی اسلام میں نہیں ہے۔ اور قرآن شریعت کے الفاظ ایسے صاف ہیں۔

کے ایسی تفسیروں کی اجازت نہیں دیتے۔ جن سے جدید اصول یا تھیوری قائم ہو سکے۔ یہ مقدس کتاب کسی ایسے امر کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتی تو محتویات کے بخلاف ہو۔ ذاتی یقین ہی قرآن کا روح و روان ہے۔ اور ذاتی فتحیلہ پر ہی نور و یاگیلہ ہے لیکن تمام کلیساً عیسیٰ ایسیت کا طھا بچ ایک فتح کے مجموعہ عقاید پر رکھا گیا ہے جو ایسے امور پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ جو سمجھ سے بالا تریں اور وقت استدلالیہ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہب جو یہ کہتا ہو۔ کہ اب حج پر ایمان لانے سے تم بخات پاؤ گے۔ ایک ایسے آدمی کا مذہب نہیں ہر سکتا۔ جس کو ذرا بھر بھی ذاتی فتحیلہ کا لحاظ ہو۔ یہ صحیح ہے۔ کہ ہر ایک نہ ہب کی صفت میں ہے۔ کہ خلاف ورزی میں مقابلہ پا بندی کے اس کی عزت کی چاودے۔ لیکن پلوس کی طرح ہم نے خدا کے قانون کو کبھی محبت سے یاد نہیں کیا ہے۔ ہم نے ان تمام احکام کی جو قرآن سے ہم کو ملتے ہیں۔ ہدیثہ ٹڑی عزت کی ہے لیکن پھر اسی وعظ کو تمام عیسیٰ دنیا میں عمل کا شامبہ بھی نصیب نہیں۔ اور وہ صرف اپنی ناقابل عمل خوبیوں اور خوبیاں سچائیوں کی تعریف کرنے کے لئے ہی ہے ۷

## اصلاح شر اہو شی اور علیس ایسیت

کسی دوسری جگہ ہم اپنے خالصل بھائی پر و فیسی جان پاکنسن کا شراب کے متعلق قابلاً ذمہ دار ہیں جس کرتے ہیں جیسا کہ مصنون کے مطابع سے ثابت ہو گا۔ اسلام ہی ہے جو بخلاف تمام مغروضہ تہذیبوں سے جو شراب کی تائید کرتی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں کھڑا ہوا ہے

..... ۔ یہ کہنا خالی از دلچسپی نہیں ہے۔ کہ بیشل دیگر اصلاحیں کے جو مغرب میں شروع ہوتی ہیں۔ شرائبوشی کے متعلق اصلاح کا بھی سب سے پڑا وشن مدعیاً یت "ہی طبیری۔ اور آئیسا ہونا قدر تی تھا۔ پر ہمیزگار وہ شراب نوشوں کی مثال اور نہایت مقدس مذہبی رسم میں شراب کا استعمال تیسے امر تھے۔ کہ جو غیر معتدل عادات کے پر خلاف کسی دست کی روک پیش کر سکتے۔ یہ دلیل پیش کرنی بہت آسان ہے۔ کہ اگر شراب نوشی انسانی ترقی کی راہ میں ہارج ہوتی۔ تو فدا کے جلال کا انعام پا لی کو انجازی طور پر شراب میں تبدیل کرنے میں نہ ہوتا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ انگلوں کے ایسے ہوتے عرق سے پر ہمیز کرنا ناشکری میں شامل ہو گا۔ اسی طرح سے شراب کا معجزہ بتتوں کو شراب پینے کی ترغیب دینا ہے۔ اور انجام کار ان کو تباہ کر دینا ہے۔ ہمارا سہر دوز کا مشاہدہ بتلاتا ہے کہ انسان خواہ اپنے پر کتنا ہی قابو رکھتے۔ شراب پینے سے وہ اعتدال کی حدود کے اندر نہیں رہ سکتا ہے۔ نصف سے زیادہ جرم دنیا سے معدوم ہو جائیں۔ اگر اسلامی پر ہمیز پر عمل درآمد ہو جاوے۔ یہ عظمت محمدؐ کے نام کو ہی حاصل ہے کہ جس نے اس حقیقت کو بھا۔ اور حقیقی اصلاح کر دکھانی آئے۔

## لارڈ مہدیٰ اور اسلامک سوسائٹی کا کھانا!

۱۸۸۷ء میں لندن میں ایک سوسائٹی بنام "المجتمع اسلام" قائم ہوئی تھی جس کا پہنام ۱۹۰۳ء میں بدل دیا گیا۔ اور اسے پین اسلامک سوسائٹی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ مگر اس نام نے پوروبین طبیع میں بہت برا اثر کیا۔ اور انہوں نے اس سے غلط مفہوم لیا۔ اس لئے ۱۹۰۷ء میں اس نام کو بھی بدل کر موجودہ نام اسلامک سوسائٹی رکھا گیا ہے۔

## سوسائٹی کے محبر اور خدمات | اس سوسائٹی کے اس وقت خاص لئوں میں

تین سو بارہ ناطق اور کمیٰ ایک جلیل القدر اصحاب آن زیری ممبر ہیں۔ ان کے علاوہ چھیس آئیے ممبر ہیں جو سوسائٹی کے اغراض سے ہمدردی اور کام میں اعانت کرتے ہیں۔ اس سوسائٹی نے سیاسی اور دینی خدمات کے علاوہ اسلام کی علمی خدمات بھی کی ہے۔ چنانچہ اسی اجنبی کی مساعی جیلیہ کا نتیجہ تھا کہ ڈاکٹر سبب کی کتاب الموسوم پر "اسلام کا عروج و ترقی" شایع ہو سکی ہے۔

**سوسائٹی کے ہاں کھانا** | اس سوسائٹی نے اپنے ہاں ایک جلسہ ضیافت منعقد کر کے لارڈ ہیڈلے بالتفاہ کو مدعو کیا۔ اور عالی مقام ہمان کے درود کی خوشی میں آپ کا جام صحبت بخوبیز ہوا۔ اس کے جواب میں لارڈ ہمودو حنفی نے اپنے مسلمان بھائیوں کا مجمع کشیدہ کیا کہ خوشی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ یہیں اس عزت افزائی کا مشکوڑ ہوں۔ اور اس ہمانی کو اپنے نے قابل فخر سمجھتا ہوں ۔ پھر لارڈ ہمودو حنفی سوسائٹی کے قیام۔ اغراض اور خدمات کا ذکر کیا۔ اور اسی منمن میں سوسائٹی کے سابقہ نام پین اسلامک پر بحث کرتے ہوئے آپ نے اپنے پیارے اوسکرم دوست خواجہ کمال الدین کے ایک لکھنگو کا حوالہ دیا جس میں خواجہ صاحب تھے لامہ کے کسی جلسے میں اپنے یہ ملنون کو فنا طب کر کے ان کو سلطنت انگلستانیہ کے احسانات کی طرف متوجہ کیا تھا۔

اس حوالہ کے ذریعہ لارڈ ہمودو حنفی نے یہ ظاہر کرنا چاہا تھا کہ ہر ایک تعلیمی یادگار مسلمان تاج برطانیہ کا وفادار ہے۔ اور وہ خلوص دل سے اس بات کا مقرر ہے کہ شاہ انگلستان کی رعایا کو دیگر مغربی حکومتوں کی رعایا سے پردہ جما بڑھ کر آزادی نعیب ہے ۔

**تقریب سے اقتیاس** | معزز ہمان نے خواجہ صاحب کی تقریب سے منفصلہ ذیل اقتباس پیش کیا ہے ۔

"اگرپین اسلامزم کا پیغمبر میں لیا گیا ہے کہ تمام مسلمان چرورتے زمین پر مختلف

بلاد و امصار میں مختلف غیر مسلم حکومتوں کے ماختت رہتے ہیں۔ وہ سب مل رزیعی حکومتوں کے خلاف سازش کرنا چاہتے ہیں۔ اور یسوعی سلطنتوں کوتہ و بالا کر کے اسلام کی سابقہ عظیمت کو بحال کرنے کے آرزو دیتے ہیں۔ تو یہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ مفسدہ پر دار و ماغون کی اختراع اور سیاہ جھوٹ ہے۔ . . . مذهب احکام کی تعمیل کا نام ہے۔ اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ دوسرے احکام کے ساتھ اس ارشاد پاری کی بھی پوری فراہمی داری کروں جس میں حکومتِ دقت کی اطاعت کو لازم طور پر ایا گیا ہے۔ اور اس طرح میں حکومت کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھوں۔ اور یہ کیون نکر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک مسلمان اپنے مذهب کی تعلیم پر ایمان رکھنے کے باوجود صریح احکام آئٹی کی خلاف درزی کا ارتکاب کرے۔ . . . لہذا میں بورے زدرے کو نہ گناہ۔ اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ایسا لکھنے میں مرف انہار حق کر دھا۔ کہ اگر کوئی شخص پیش اسلامزم کے وہی معنی لیتا ہے جو بعض مسیحی پادریوں نے لئے ہیں۔ تو وہ حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں ۔

ہاں اگر پیش اسلامزم، کے یہ معنی لئے جائیں۔ کہ ردے نہیں کی تمام انسانی روحیں مسلمان ہو جائیں۔ اور پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان ہے آئیں۔ تو یاد رہے کہ تیس بب سے اول "پیش اسلامزم" کا موید اور حامی ہوں یہیں اسلام کی محبت کے لئے تمام قسم کی سزا میں بھگتی۔ اور تکالیف جھیلنے کیلئے تیار ہوں۔ کیونکہ اسلام کی محبت میرے رُگ و ریشہ میں سرایت کر جکی ہے۔ تیس کسی اسلامی حکومت کا خواہاں اسلامی سلطنت کا جو یان نہیں۔ میری ولی وفاہش تصرف یہ ہے۔ کہ حاکم و حکوم نواہ کوئی ہو۔ اس کی پرواہ نہیں۔ ہاں تمام دنیا مسلمان ہو جائے۔ اور جب یہی دیکھتا ہوں۔ کہ میرے بنزگوں نے اپنے قابل تقلید نہ نئے اور اعلیٰ اخلاقی مثال دکھا کر عیسائی فراہم داؤں تک کو اسلام کا حل قم بگوش بنا باتھتا۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ میں بھی کیوں خدا تعالیٰ سے دعا کر کے اعلیٰ درجہ کی پہنچنگا۔ خدا پرستی۔ اور حتفانیت حاصل نہ کروں۔ اور پھر اپنی حکومت

کے قانون کی پوری اطاعت کر کے پسند بزرگوں کی طرح اگر شاہ جاری نہیں۔ تو پھر ان کے کسی اور جانشین کو ہی اسلام کا گرد ویدہ بنالوں۔ بیری دُعَاء ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے شہنشاہ جاری اور آن کی دیمک سلطنت کا ہم فاظ ہو!

لاریب ہم مختلف فرقوں کے مسلمان اس حکومت کے ماتحت اس آرامہ امن سے زندگی بپرس کر رہے ہیں۔ جو ہمیں کسی اور حکومت کے ماتحت پیسرہ آسکتا ہم کو یہاں رہنے و تسان میں، اس تقدیر مہبی آزادی حاصل ہے جس کا عشرہ شیروی افغانستان۔ روم۔ ایران۔ شام و عرب کے باشندوں کو حاصل نہیں۔ یہ صرف اسی حکومت کا لفظیں ہے۔ کہ میں اپنے خیالات کو آزادی سے ظاہر کر رہا ہوں۔ ورنہ اگر افغانستان پیسے لکھیں ایک ہندو یہ دعا مانگے۔ کہ "ایشور کے امیر صاحب ہندو ہو جائیں"۔ تو یقیناً اس کو مغل کر دیا جائیگا۔ الفرض بین اسلامزم کے جو معنی فرنگی پادریوں نہ لئے ہیں۔ وہ ہم ہندوستانیوں کے لئے بعض بناوٹ اور دھوکہ دہی ہیں۔ لارڈ ہمیٹلے کی خواہش اعلیٰ منسوب مقرر نے خواجہ صاحب کی تقریبے محو رہ بالا اقتباس شانے کے بعد اس بات کی خواہش ظاہر فرمائی۔ کہ ہمیں اب خواجہ کمال الدین جیسے دسعت قلب رکھنے والے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جو مشرق۔ مغرب کو باہم پیوست کرنے میں مدد و دیں۔ اور فرمایا کہ میں نے اکثر اپنے آپ سے سوال کیا ہے۔ کہ مذہب اسلام جو اپنی خوبی۔ عام فضی۔ سادگی اور وکھن تقلیم کے بہبیگانہ ہے۔ کس طرح مفریتیت کا جام سپن سکتا ہے۔ اور کیونکہ مغربی خیالات کے ساتھ اس کی علاوہ ابستمی ہو سکتی ہے۔ یا بالفاظ دیگریوں کما جاسکتا ہے۔ کہ ہم اہل مغرب کس طرح اسلام کا بہترین اور صحیح علم حاصل کر کے اس قابل ہو سکتے ہیں۔ کہ اسلام کے اصل نشاد و حقیقت کو بچان لیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے۔ کہ مغربی اقوام مشرقی مققدات کا جا اگردن پر نہیں نہ سکتیں۔ تو میں کہوں گا۔ کہ غلط ہے۔ کیونکہ گذشتہ دو ہزار برس سے مغرب کا مذہب حضرت موسیٰ اور علیہ السلام کی تعلیم کی تعلیم پر مبنی ہے۔ حالانکہ دونوں ہی مشریقی اور ایشیائی بھتے۔

**سوسائیٹی کا نام اور کام** | اور ہاں آپ نے اپنی اجنبی کا نام تبدیل کرنے میں دنائی تھے کام لیا ہے کیونکہ اس سے مگن تھا کہ وہ لوگ جو ابھی اسلام کی پیغمبر اعلیٰ سے تعلیم سے ناداقت اور پستے مسلمان کے جذبات سے نا آشنا ہیں۔ غلط افہمی میں بنتا ہو جانے اور سوسائیٹی کوئی بڑے خطرہ کا سامنا ہوتا۔ پھر آپ کی سوسائیٹی مسلمانوں کی ایک اور بڑی مفید خدمت انجام دے رہی ہے۔ وہ یہ کہ مسلمان مردوں کی تہذیب و تکفین کا انتظام کرتی۔ اور اسلامی طریقہ کے مطابق ان کی تکفین عمل میں لایتے ہے جیسی امید کرتا ہوں۔ کہ اشاعت اسلام کی تزہیج کے ساتھ یہ سوسائیٹی کے ممبروں کی تعداد میں اضافہ ہو جائیگا۔ اور بہت سے آئیے لوگ جو اسلامی تعلیم کے دل سے تولد ادا ہیں۔ لیکن لوگوں کے خوف سے انہمار صداقت میں مشاہد ہیں۔ آخر کار بنا درانہ طور پر صرف مسیدان بن کر بخیل آئیں گے۔

**میرا مقدس فرض** | اس کے بعد ہزار ڈال شپ نے سوسائیٹی کا ممبر اور صرفی ہبہ ناقلوں فرمایا۔ اور نکلا ہر کیا۔ کہ آئندہ یہ میرا مقدس اور خوشنگوار فرض ہو گا۔ کہ جس بچائی کو یہیں نے خوب قبول کیا ہے۔ اُسے اپنی طاقت اور فہم کے مطابق اپنے دستوں تک پہنچا دوں۔ اور ان سے کہ دوں۔ کہ اسلام میں اطمینان قلب اور سلی ہے۔ اس نہیں میں کا لے گوئے رنگ کا استیجا زنیں۔ اس میں صرف جیشیت و مجاہدت کسی برتری کا موجب نہیں ہو سکتی۔ اس مذہب کی بنیاد حمد و ثناء اللہی اور شفقت و تکلفت علی الحلق پر رکھی جائی ہے۔ اسلام جو دوستخواجحت والفت تشكیر و احسان کی تعلیم دیتا ہے

ہم کو نیا مذہب چلائیں | بعض لوگ کہا کرتے ہیں مکہ ہمارا آبائی مذہب ہمارے لئے کافی نہ ہے تھیں نتے ادیان تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ آئیے لوگوں سے یہ پوچھنا چلائے۔ کہ اچھا اگر نئے مذہب کی ضرورت نہیں۔ تو پھر بڑے بڑے بھری جماں بنائے کی کیا ضرورت ہے؟ آخر ہمارے آبا اور اجداد بھی تو نہ کہ مہموں ڈنگیوں اور چڑھے سے منہ جی ہیں اکشیوں سے تمام کام کے لیا کرتے تھے +

پس ایسا گمان کم افہمی پر بنی ہے۔ اور تمہیں لازم ہے۔ کہ ہم جیشہ مذہب ہو یا دیگر شعبہ زندگی ہر جگہ شاہراہ ترقی پر قدم مارتے رہیں +

ہمیں بھروسائی تسلیم کرنے پڑتا ہے۔ کہ مغربی دنیا کے موجودہ مذہب نے باہمی تفاوت و شقاچ میں اس قدر ترقی کی ہے۔ کہ سمجھت کا ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو صرف کافر و ابدی جہنم کا مستحق خیال کرتا ہے۔ بلکہ اگر ان کا بس چلتے۔ تو اپنے مخالف کی جانب لے لیتا بھی کارروائی بھٹکتا ہے۔ جب ہم اپنے مذہب ملک کی تاریخ پر عذر کرتے ہیں۔ تو اس تقصیب اور عناد باہمی کی ہولناک تصویر بھارے سامنے آ جاتی ہے۔ آہ۔

نرم ول میکین طبیعت میسح کے نام پر ناگفتہ بہ وحشیانہ منظالم کا ارتکاب کیا گیا اور انسانوں کو زندہ آگلیں جلا دیا گیا۔ پس اس تقصیب اور عناد کے بجائے ہمیں ایک آئیسے مذہب کی ضرورت ہے۔ جو رحیم و رحمٰن خدا نے واحداً کی پرستش کا حکم دے۔ اور الحمد للہ کہ وہ ہمارا مذہب ہے ہے ۔

مکر کے فقیر نہیں ایں نہیں سمجھتا۔ کہ لوگ کیوں ایک خاص مذہبی گروہ کی تقیید و اطاعت کر رہے ہیں۔ اور کیوں ایک خاص جماعت کو مذہب کا اجارہ دار خیال کیا جاتا ہے؟ اب وہ دناء نہیں رہا جس میں مذہب کا ہر ایک فرقہ اپنی علیحدہ نماز اور علیحدہ دعا رکھتے اور آنکھیں بند کر کے پا درمی صاحبان کے اشراہ پر چلتا رہے ہر انسان بھاں اور جس وقت چاہے۔ بلا روک لاک اپنے خدا کی عبادت کر سکتا ہے۔ ایں خیال کرتا ہوں کہ الہی خشودی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ گرجا گھر کے متولیوں کی خواہشات کے مطابق عمل کیا جائے۔ اور لکھر کے فقیر ہو کر مذہب جسی مقتی جسینکی خوبی اوری دوسرے ہاتھوں میں چھوڑ دی جائے ہے۔

داناؤں کا فیصلہ کیا ہو گا مغربی دنیا میں آج کل مذہب کو کبھی حصہ دنیوی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ لوگ یا تو دہری ہیں یا ایک آئیسے مذہب کے پیرو ہیں۔ جس کی تعلیم کو وہ خود بولا اور خلاف عقول خیال کرتے ہیں۔ لیکن اپنے خیالات کا انہصار کرنے سے صرف اس لئے جھکتے ہیں۔ کہ آیسا کرنا ان کی آمد پر بُرا اثر دالیگا۔ اور اس سے ان کے روزگار میں فرقی آیا گا۔

اس میں شک نہیں کہ ہر مذہب میں خوبیاں ہیں۔ اور یہ بھی حق ہے۔ کہ مذہب

پڑھت پچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ ایک مذہب دوسرے یاد و سروں سے برتر ہو سکتا ہے۔ اور انسان اپنے علم میں افذا ف کر سکتا ہے ۹

اگر نہ ہی پیشوائی کا دم بھرنے اور دین کے خدام ہونے کے مدعيوں سے حق کی تائید اور سچائی کے انہمار کی امید ہوتی۔ تو مذہب اسلام کے اختاب کرنے میں کسی وقت کا سامنا نہ ہوتا۔ لیکن دہاں تو معاملہ ہی دگر گوں ہے۔ تقصیب ہے عناد ہے ایک مشرق کا راستہ بتا تاہے تو دوسرا مغرب کی طرف لے جانا ہے۔ اگرچہ ہر ایک سافر کی منزل مقصود آسان ہے۔ لیکن چرچ اور انگلینڈ کے رہنماء ہاں پہنچنے کا پورا سستہ بتاتے ہیں۔ وہ ردمیں چرچ یا دیگر فرقہ ہائے میحت کی بحیثیت کردہ سڑک سے مختلف ہے، جب یہ کیفیت ہو۔ تو بھلا ان لوگوں سے صراہا مستقیم معلوم کرنے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ ہاں میرا ایمان ہے۔ کہ اگر دنیا کے داماؤ عالمہ لوگ جو بغرض و حسد سے ضد تقصیب عناد کے پاک ہوں۔ مل کر بعد عنود خوض کسی مذہب کے اختاب کا فیصلہ کریں۔ تو یقیناً ان کا فیصلہ

### مذہب اسلام

کی مہایت د تائید میں ہو گا ۱۰

**مذہب میں جہر نہیں** ۱۱ ایقاظ مقرر نے تقریر کو ہماری سکھار مایا۔ کہ اب وہ وقت نہیں رہا۔ جب کہ مذہب کی اشاعت کے لئے جبر کو روا رکھا جاتا تھا۔ اور یعنی تو ہم نوگا کہ اگر مذہب کی اشاعت کے لئے ظاقت و جبر کا استعمال کرنے کے اہل بھی ہوں۔ اور کوئی ہمارا ارادہ بھی نہ ہو۔ تو بھی اسلام کی اشاعت کے لئے کوئی سچا مسلمان جبر کو پسند یا گی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ قرآن پاک میں بغاوت و قاذف شرکی کی حالت ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ۱۲ اکراہ فی الدین۔ یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ جس مذہب کی ایسی کھلی تعلیم ہو۔ اس کے پیروں کیونکہ مذہب کی اشاعت کے لئے جبر و اکراہ کو روا کر سکتے ہیں ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۲۱۰ ۲۲۱۱ ۲۲۱۲ ۲۲۱۳ ۲۲۱۴ ۲۲۱۵ ۲۲۱۶ ۲۲۱۷ ۲۲۱۸ ۲۲۱۹ ۲۲۲۰ ۲۲۲۱ ۲۲۲۲ ۲۲۲۳ ۲۲۲۴ ۲۲۲۵ ۲۲۲۶ ۲۲۲۷ ۲۲۲۸ ۲۲۲۹ ۲۲۲۱۰ ۲۲۲۱۱ ۲۲۲۱۲ ۲۲۲۱۳ ۲۲۲۱۴ ۲۲۲۱۵ ۲۲۲۱۶ ۲۲۲۱۷ ۲۲۲۱۸ ۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۱ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۲ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۳ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۴ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۵ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۶ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۷ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۸ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱۹ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۰ ۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۲۱ ۲۲

**مسلمان اور سلطنت پر طائفہ | لارڈ مودو حنے اس بات کا انعام کرنا بھی مناسب بھما۔ کہ آپ حضور مکہ معظم کی رعایا کا ایک ففادار فرد ہوئے کی جیشیت سے فداوار لوگوں کے مجھ میں شامل ہو کر بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور آپ کو یقین ہے۔ کہ وہ دن تیب تر ہے جب کہ آپ کے وجود کی طرح بہت سے مخدوں لوگ اسلام کی سادگی اور پاکیزگی پر فدا ہو کر اس مقدس مذہب کے پیر و ہو جائیں گے۔ اور رعایا کہ "میں اس بات کو خواہ لگنا چاہتا ہوں۔ اور اس پر اٹھا رخشنودی کرتا ہوں۔ کیونکہ شرط رکھنے والی جماعت میں شامل ہوں۔ کیونکہ حضور مکہ معظم کی رعایا کا بشیر جمۃ مسلمان ہے اور اہل اسلام بجا طلاقداد دوسرا سے مذاہب پر فوتیت رکھتے ہیں ہ"**

**خاتمة امید اور دعا | خاتمۃ الرسل عالی منصب لارڈ نے امید نلاہر کی کہ دنیا کی ہتھی اور لوگوں کے مطاعن آخر حق کے متلاشیوں کو مذہب اسلام کی قبولیت سے باز نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ اسلام دین فطرت اور نظرت کے اصولوں پر بنی ہے۔ اس کی بنیاد معموقیت اور برائیں پر ہے ہ**

اس انعام امید کے بعد آپ نے سوسائٹی کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کی کہ خدا تعالیٰ ہم کو پھر بھی یہی خوشی کا موقعہ دے۔ تاکہ ہم دوبارہ مل سکیں۔ اور تبادلہ خیالات کریں۔ اور جب دوبارہ ملیں۔ تو سوسائٹی کے ممبروں کی تعداد میں نمایاں ترقی اور اضافہ دیجیں۔ امین اللہ امین ہ

جن کا بھسٹر ہارکنس (پرو اسلامی)، کامپنی اور مسلم انڈیا اسلام کے لیے یو

## راہِ اسلام میں قدر مہر حاوی

یادگو اُس کے کارنامے ہیں  
سال پچھلائکن رگیا سر سے  
رفاقت اس کے زندگانی بھر

ہمال گیوں گذرتے جاتے ہیں و تابم پرستسل کو رکھتے ہیں و تابم  
ماضی ہے خوب امید آیندہ دل میں امید بہتری دایم  
جوں جوں اپنا زمانہ گذرتے ہے دوستی ہورہی ہے حکم تر  
دوستی ہر قدم پر طاقت ہے آپرو ایک مشعل ہمیر  
ابھی ۱۹۱۳ء کے بہت سے دن بانی تھے۔ کہ یہ سطور لکھی گئیں۔ مگر جب بیٹائیں  
ہونگی۔ تو لوگ اس پر جرح قدح کریں۔ یا صحن و فتح کی چجان بیں کریں۔ یہ سال گذ  
چکا ہو گا۔ اور سورج کے گرد زمین کا چکر پورا ہو کر سورج عیسوی کا سال نزلیق ۱۹۱۷ء  
آپکا ہو گا ۴

ایسے موافق پر دستور ہے کہ سال نوکی مبارک بادیں ملتی ہیں۔ اور صحت و  
غایفت اور نزدیکی کی خواہشوں کا انعام ہوتا ہے۔ یہ رسوم دین عیسوی سے بھی فتیم  
ہیں۔ اور عجمیہ علیت کی یادگاریں ہیں۔ جو کہ زمانہ بعید تر کے خیالات اور نماہیں  
قدیمی کے سلسلہ کو قائم کرنی تھیں جب سے چھاپ کار و اج ہوا ہے۔ اس میں اور بھی  
و سعت اور ترقی ہو گئی ہے۔ اختتام سال کا زمانہ بھی متمن باشان ہوتا ہے جبکہ  
سال بھر کے اعمال کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے سال بھر میں کیا کیا کام کئے۔  
اور کس قدر محنت و مشقت اٹھائی۔ کیا کیا امیدیں برآئیں۔ اور کیا کیا مدعاۓ  
زندگی ذیر عمل ہیں۔ اور سال نو کے لئے کون سے شاہراہ عمل تیار کریں۔  
اور نئے ارادے کیا ہیں ۵

انسان سے ضعیف البیان ہونے کی حیثیت میں غلطیاں تو ضرور ہوئی ہوں گی  
بعض مدعاۓ زندگی جن کے لئے جدوجہد کیا گیا ہو گا۔ یا خواہشیں ہوں گی۔  
ان کے حصول میں ناکامی ہوئی ہو گی۔ بھاری فتوحات اور کامیابیاں اگر ہم پر  
ظاہر ہو گئیں۔ تو اس سے ہم میں نے جوش پیدا ہوئے۔ اور خوش آئندہ اور  
شاندار مستقبل کی امیدیں بندھی ہیں۔ اگر ہمیں اپنی غلطیوں کا پتہ چل جائے  
اور ان کی اصلاح کر سکیں۔ تو ان سے اور بھی بڑھ کر فتوحات حاصل ہوں گی۔

فتوحات عقلی۔ فتوحات شمشیرے بھی بڑھ کر ہیں۔ ایک تو دوسری ہاڑھنی + مسلمانوں اور حضور مسیح مسلمانانہ ہند کی مدت سے خواہش تھی۔ کہ برتاؤ یہ میں ان کا ایک رسالہ جاری ہو جس میں ان کے خیالات کا اظہار ہو۔ اور ان کی امیدیں اور خواہشات پتہ لوگوں میں بین طور پر پیش کی جانے کی اشد ضرورت پوری کی جائے۔ تاکہ لوگ سن سکیں اور دین اسلام کا کمال صفائی کے ساتھ اظہار ہو سکے اور غلط بیانیوں کا پردہ زنگاری اٹھادیا جاوے۔ غلط بیانیاں ایک دو شل کی نہ تھیں۔ بلکہ شل اٹل کی تھیں جن سے تمام لوگ متاثر ہو پکے گئے۔ داعظین و مبلغین دین مسیحی نے بہت اچھی طرح اپنی مطلب برآری کی مگر چبعضوں مخفتوں اوقتنی کی وجہ سے اور نیت نیک سے اسلام کام کیا ہے۔

### اب زماں کی رو بدل گئی

اسلام آخر الامر مغرب کے پڑے شہروں میں جھنڈا کاٹ رہا ہے۔ بلکہ سمجھنا چاہتے چکار لیا ہو دوسروں نے سوچا۔ مگر ہمارے بھائی کمال الدین نے کرو دکھایا۔ دین کی مصلحت میں اس جوئے کو اپنے کندھے پر ڈال وہ اسپنے وطن کی چلتی و کالت کو پھوڑا نکلیندا آتے۔ کہ اسلام کے خلاف ہمدردوں کا حتی الوضع مقابلہ کریں۔ اور مغربی نیتاں میں حقیقت مذہب کو فروغ دینے میں ساعی ہوں ہے۔

ان کا ایک پہلا اکام مسلم ائمیا کا اجرا تھا۔ اس رسالہ کے پڑھنے والے تو دہی معاکہ فرمادیں گے۔ کہ کس قدر مفید کام اس سے سر انجام پایا ہے۔ کہ اسلامی خیالات کی ترویج اور تعلیم و عقاید اسلام کی اشاعت ہوئی ہے۔ سالہا سال تک مبلغین و داعظین دین مسیحی اسلام کے متعلق من گھٹت باتیں سکتے رہے۔ اور بڑے زور و شور سے شفیع بھگارتے رہے۔ کہ ہم نے دنیا کے مختلف حصوں میں اس کی ترقی کرو کر دیا۔ مگر اب انگلیہ میں اسلام پر تقابل پانے کا کام اُن کے لئے بہت سخت ہے۔ کوئی شفعت و احتجاج ادا کا میابی کے ساتھ برتاؤ یہ کے مشن کے ساتھ جنگ کو مدت تک جاری نہیں کر سکتا۔ اور چچوں کو بہت بھاری مالیہ سے ان کی اجادہ ہوئی ہے۔ یعنی ۲۰ دہ ماں جسمانی۔ اور عقلی لحاظ سے حاجز ہو جاوے۔ میگا۔ یعنی قشم کی مدد کی عز درست بے

اور یہ امداد مسلمانوں کی طرف سے ملنی چاہئے ہے ۔  
 اسلام کے لئے علیحدہ کوشش یہ تھا کام ہے ۔ کیا تم اُس وقت پوچھے ہو گے جبکہ کامیابی نہیں نظر ہے مسلم انڈیا میں کسی شخص قبیلہ ۔ قوم ۔ ذات یا گروہ کے خیالات پیش نہیں کئے جاتے ۔ اس کے اوراق میں سنی ۔ شیعہ ۔ احمدی ۔ سنوسوی اور باقی دیگر سب کی عالم احوت اور ایک ہی مدعای کے لئے کام ہوتا ہے ۔  
 اس کا مقصد اسلام ہے

اسلام کا حصہ امفراداً و مشترکاً سب پر لہراتا ہے ۔ ایک ہی مدعای ہے ۔ ایک ہی روح اور ایک ہی مذہب اور سرگرمی کی ایک ہی آگ موجود ہے ۔  
 اس سے پہلے مسلمانوں نے مقابلے کئے ہیں ۔ مگر نہ اتحاد سے جن سے کہ مسلمانوں کو چاہئے ۔ پس متعدد ہو کر اسلام کے نام پر کام کرو ۔  
 ایک ایسے مسافر تھا کوہس کے مخالف بہت قوی اور باقاعدہ ہوں ۔ اور ایک ایسے علاج میں جماں عادات اور تعصبات کی حکومت ہو ۔ اس مددگار اسلام کو کمال رفاقت اور مستندی سے مدد دینی چاہئے ۔ وقت آن پہنچا ہو اب دین میں متین ہو جاؤ ۔ یہ تھا را فرض ہے ۔ کیا اس کو تم ادا کر دے گے یہی سن رہا ہوں ۔ کہ تم پوچھتے ہو ۔ کس طرح مدد کر سکتے ہیں ۔ سنو مسلم انڈیا خریدو ۔ اور اپنے دوستوں کو دکھلاؤ ۔ اور انہیں بھی کو ۔ کہ خریدیں ۔ اگر توفیق ہے ۔ تو بہت سے شخے خرید کر عالم طور پر تقسیم کرو ۔ وہ ہزار نبیداروں سے کافی کامیابی ہو سکتی ہے ۔ کنہ حال گاہک و گاہڑی آگے پڑھے ۔

اگر مسلمان اس رسالہ کو نہ خریدیں گے ۔ تو عیاشیٰ کیسے خریدیں گے ۔ چاپرچ بلکہ تھنا را پرچھ نہیں دوں کے بغیر جا ۔ یہ نہیں رہ سکتا ۔ اور وہ بھی بہت سے ہوں وقتوں موعودہ آزاد پہنچا ۔ آج یوم العمل ہے ۔ دیر نہ کرو ۔ سب سنتیوں اور بے پرواہیوں کو چھوڑ دو ۔ اور جلد اسلام کیلئے ٹھال باندھلو ۔ کہ دنیا جان لے کہ ہم مسلمان ہیں ہے

کار دین میں قرون اولیٰ کی طرح ہٹایا ہو جاؤ۔  
 جیسے حضرت علیؓ، امیر حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ نے کہ ۵۰۰ لوں کا مقابلہ  
 کیا جب کہ فتح کہ نے عبد الدھر کے تمام جنڈوں اور سپاہیوں کو پر با و کر دیا ہے  
 مجھے علم نہیں۔ کہ ہمارے بھائی نے کس قدر خریدار پیہ اکے ہیں۔ مگر مجھے  
 یقین ہے کہ ہزاروں مسلمان انگریزی خوان ہیں۔ یہوں نے پچھے نہیں خریدا۔ اور  
 باقاعدہ خریداری کی دنخواست رواد نہیں کی۔ اب ایسا کہتے۔ مہربی خواہش ہے  
 کہ اس پرچہ کی مالی حالت ایسی درست ہو جاوے کہ ایسے پیہ اس کو عربی۔ اردو۔  
 اور دیگر اسلامی زبانوں میں بھی شائع کر سکے۔ اور تمام مسلمانوں کو اس سے تعلق پیدا  
 ہو سکے۔ اور ہزاروں بلکہ کروڑوں اس سے مستفیض ہوں۔ اس میں وچپی  
 لیں۔ اور ان کے ایمان قوی ہوں ہے۔  
 برطانیہ اور پیروں برطانیہ کی انگلی کی سوسائٹی کی آمد پختے سال ۱۹۰۵ء  
 روپیہ اور کل خرچ ۳۹۶۶۵ روپیہ ہوا۔ وصیتوں کے ذریعہ ۱۰۹۱۴۰  
 روپیہ و مئول ہوتے۔ اوس فروخت کتب سے ۱۷۲۹۰ روپیہ و مصول ہوتے ہے  
 اعداد مندرجہ بالا سے کسی قدر مشتمل نہ رہتہ از خوارے آپ کو معلوم ہوا  
 ہو گا۔ کہ کس طاقت اور انتظام کا ہما سایہ ایسی خواجہ کمال الدین یکہ وہنا مقابلہ کر  
 رہے۔ اور آپ لوگوں اور دین حق اسلام کی حیات میں اُس نے اعلان ہنگ  
 کر دیا ہے۔ اور پھر اگر آپ سے یہ دنخواست کروں۔ کہ جب اُس بزرگ ترین  
 کے لئے چمجریں والغمار کی ضرورت پیش آئی تھی۔ تو اُس کے لئے بد رجنا اولیٰ  
 ساتھ دینا ضروری ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہیں کہ اُس فضل الرسل نے کیا کہا ہے  
 ”چچا اگر میرے مقابلہ کے لئے دلیس طرف سوچ اور باسیں طرف چاند بھی گرت  
 آؤں۔ اور یہ کہا جاوے۔ کہ ہم تمہارے منصوبوں میں کام کر دیں گے۔  
 یا تم اس مدعا کے حصوں میں فنا ہو جاؤ گے۔ تو بھی تیس اپنے مقصد سے ٹلنے والا  
 ہیں“ پ

جب آیا نہ نہ تھا رے منظر ہے۔ تمہیں ناکام نہیں ہونا چاہتے۔ اسلامی جماعت کے مرکز میں سکھاڑ دیا گیا۔ اس کو قائم رہنے دیجئے۔ اگر تم نے اس موقع کو باختہ سے گنوادیا۔ تو آیندہ نسلیں تمہیں لعنت کریں گی۔ اپنے پتوں کے صحیح طور پر پاپ بننے کیلئے ان کی پہاڑتے ایسی نشانیاں چھوڑ جاؤ۔ کہ وہ تم پر فخر کریں۔ جس طرح تمہارے بزرگ تھا رے لئے بقاۓ نام حاصل کر گئے۔ کیا تلقیفات میں۔ کیا ساینس میں اور کیا پولٹیکس میں۔ کیا تعلقات میں الاقوامی میں اور کیا تعلقات سلطنتی میں ہر ایک حق تعالیم و تربیت میں اختلاف رائے ہوتا ہے۔ اور آیسا ہونا ضروری ہے۔ مگر جب نہ ہبہ کی حالت خطرہ میں ہو۔ اور تمہاری مدد رکار ہو۔ تو پھر آپس میں تفرقہ نہ کرو۔

### حق کے لئے جسد بیخ کرو

اسلام کی ضرورت کے موقع پر تو تمہارے تمام کام مسجد صورت میں ہونے چاہتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ ہر ایک بات ایک ہی طرح سوچی جاوے۔ یا ایک ہی طرح سب کام کر دے۔ ایس کرنے سے تم تبدیلی اور عقليٰ حالت میں نہ ہو جاؤ۔ جدت خیالات کا نہ ہونا ایک قوم یا قبیلہ کے جو دکی نشانی ہے۔ اور قدم کی سستی۔ تیاری اور مُردگی کی علامت ہے۔ چاہے چماں کے نما المغلوں نے اس کے متعلق سکیا کچھ نہ کہا ہو۔ مگر اسلام خود اُس کا مکار و مدار ہے۔ وہی لوگ جو یہ الزام دھرنے ہیں۔ وہی یہ سمجھی کہتے ہیں۔ کہ اسلام نے مفتیح حمال کے باشیں سیکھیں۔ اور ایسا ہی مذہب اسلام ان کے قوانین و ترتیق و کمال کے متعلق بھی کہتے ہیں۔ علم کیجیا۔ علم بخوبی علم طب۔ علم بناءات۔ علم نڑاحت۔ علم ہند۔ علم تاریخ۔ علم عروض۔ اور علم فنون میں جو ترقی خلفاً را اور شاہان اسلام کے زمانہ عروج میں ہوئی اور ہوئی تھی۔ اور ہرشاخ میں جس قدر طلباء کے دل بڑھائے گئے۔ بنکتہ چینیں کی زبان بند کرنے اور خود مسلمانوں کو ثبوت دینے کے لئے کافی ہے۔ اگر یہ ثابت کرنا منظور ہے۔ کہ

اسلام ہر ایک ان ان کو شش میں سب سے اعلیٰ اور بلند پایہ رہا۔ اور اس کی تعلیم تھگ خیالی اور تنگ دل نہیں سکھتا بلکہ عام ہے اور فیاضانہ ہے خنز کرہ گر بزرگوں کے کمالات اور بزرگی کا بہت ذکر نہ کرو۔ ان کے کمالات تمہارے لئے اتنے ہی مفید ہو سکتے ہیں جن سے تم نمونہ پکڑ سکو۔ تاکہ تم اگر ان سے زیادہ نہیں۔ تو ان کے برابر بہت وکھا سکو۔ اور وہ نہیں بلند تر لادہ اور شریف تر خواہ شات کی طرف لے جاویں۔ ان کے کمالات کا حصہ ہے۔ ان کی اوسمیتہا۔ یہ کامیابیوں کا معیار ہو گا۔ سیا درستھو کہ وہ نماہ آ رہا ہے۔ کچھ پوچھا جاوے گا۔ کہ تم میں کیا جو ہے ہیں۔ نہ تمہارے بزرگ کو نہ سکتے۔ وہ کیا کمالات رکھتے ہے۔ یہی سوال ہم میں ہر ایک سے ہے۔ کہ ہم نے اپنے فرض نے ادا کرنے اور قومی فرض سے عمدہ برآ ہنسنے میں اپنے نمونہ کا کس قدر ساختہ دیا۔ جب ہم نے اس سوال کا جواب دے لیا۔ تو کویا ہم نے جان لیا کہ کیا فرد اکاذیتیں ہیں۔ اور کیا کمال ہے۔ کیا ہم قابل نظر ہیں۔ یہ لالوچتیں۔ کیا ہم اسید کرنے ہیں۔ کہ دوسرا بھی اپنا محاسب اسی طرح کریں گے؟ یہ مقصد مسلمانوں کے لئے اعلیٰ ترین اور شریف ترین مقصد ہے۔ ہمارا ساختہ دو آئینہ کو اپنی گذشتہ شان کے مطابق ثابت کرو۔ اور آئینہ کی ترقی عظیم کا پیش خصہ بینہ ہے۔

جان پاکشن

## بلا وغیرہ میں شیخ اسلام

جناب خواجہ صاحب کے محرکتہ الاماراتیلیئی کارناموں کا مفصل

جناب خواجہ صاحب کی مسامی جمیلہ اور انکے معاشر کتاب تبلیغی کا نامے حال تو اخبار پیغام صلح میں ہر یقینہ شائع ہوتا ہے لیکن چونکہ اس رسالہ کے اجراء کی عرض خاص طور پر انہی حالت سے پبلک کو آگاہ کرنا ہے اسیلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی مسلم انٹریا کے مضامین تراجم کے علاوہ دیگر ضروری حالات سے ناظرین کو پانچھر کیا جائیا کہ سچنائپنہ ذمہ میں لام اس ضروری مضمون، کوشش و روع کرتے ہیں۔

مسلم انٹریا کی کثیر المقداد مفت اشاعت کے علاوہ جناب خواجہ صاحب بہت سا کام پر ایڈیٹ چھپیات کے ذریعہ سے سراسر جام دیتے ہیں۔ کیونکہ ناظرین مسلم انٹریا میں بہت سے ایسے محقق عیسائی شامل ہیں جو خطوط کے ذریعہ سے اپنے شکوک رفع کرنا چاہتے ہیں اور اسیلئے ان کے سوالات کے جوابات بجا خود ایک بہت محنت اور جانفشنائی کا کام ہوتا ہے۔ انہی خطوط میں بہت سے خط بعض تعلیم یا فتنہ مسلمانوں کے بھی ہوتے ہیں جنہیں اسلام اور اصول اسلام سے پہلے کوئی واقفیت نہ تھی اور اسیلئے ایضاً ہر مسلمان لیکن دراصل عیسائی یاد ہر یہ بن چکے تھے۔ مگر اب جبکہ انہیں مسلم انٹریا کے ذریعہ سے اسلام کی صداقت اور حقایقت نیز دیگر نہ اہم خصوصاً عیسائیت کی کمزوری اور نقش پر کافی اطلاع پوچھلی ہے۔ تو وہ خواجہ صاحب کے اس احسان عظیم کا پرچیز خطوط کے ذریعہ سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اگر کسی اسلامی شعار کی نسبت انہیں کوئی مشک و شبیہ باقی رہ گیا ہو تو اوسکے متعلق نہایت شوق سے اشتی پیش جواب کے طلبگار ہوتے ہیں۔

اسکے علاوہ خواجہ صاحب نے بہت مہینوں سے دو کنگ میں سہفتہوار اور

ا جملہ بحثت میں دو ہمارے پیکھروں کا سلسہ بھی شروع کر رکھا ہے۔ جسیں مقامات سے بہت سے انگریزوں کو شرکت کی وحوت دی جاتی ہے۔ اور اکثر انگریز بدھ اور اتوار کے روز خواجہ صاحب کے مہمان ہوتے ہیں۔ مجلسہ کے افتتاح عمو گا شیخ رحمت اللہ نادق المعروف بالارڈ ہائیٹے بالقابلہ دعا کے ساتھ کیا کرنے تھیں جسکے بعد جناب خواجہ صاحب جناب علیم مولیٰ صدیقیں صاحب ہی اے بنی ای اور جناب خالد شیلد ہریک صاحب دمو خرا الذکر دونواصحاب کا ذکر شیر آگئے چلکر خاص طور پر علیحدہ کیا جائیگا، باری باری مختلف مضامین پر پیکھر دیتے ہیں جن میں اسلامی اصولوں کا مقابلہ علیساٹ کے ساتھ کر کے اول الذکر کی وقیت اور موخر الذکر کے نقش کو نہ پہت کر دکھاتے اور بعد مختلف سوالات کے جواب بھی دیتے ہیں جسکا حاضرون پر اثر ہوتا ہے۔ اور انہی پیکھروں اور انہی وجہ سے پرائیویٹ ملاظتوں کا ہی تیتجہ ہے۔ کہ ان دلوں خاص طور پر بہت سے انگریزوں اور عورتیں خواجہ صاحب کے ہاتھ پر صدق دل سے مسلمان ہوئے ہیں۔ جنہیں شامل کر کے کل نو مسلمین کی مجموعی تعداد اسوقت چالیس کے قریب پہنچ چکی ہے۔ ان نو مسلمین کی اسموار ہم رست ہم آگے چلکر دیجئے۔

اسکے علاوہ جناب خواجہ صاحب کو آجمل ایک اور ہم درپیش ہے جسکے سرجنما دینے کئے اُنہوں نے یہاں کے اردو لہجہات میں لبردست مضامین لکھ کر ہندوستانی مسلمانوں سے بہت دیادہ مالی امداد کی ایڈل کی ہے۔ اُس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ اس وقت امریکہ میں علیائیوں کے فرقہ مودیں (لو نیٹریون) کی ایک بہت بڑی کمیٹی ہے جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ دنیا کے تمام مذاہب کی ہمشیرکہ صداقتوں کو ایک مذاہب کی نسلک میں جمع کر کے تمام لوگوں کو اس مذہب پر کاربند کیا جائے۔ اور کل بھی نوع انسان میں بلا یقین رنگت و قومیت پیکایت اور اخوت کا مضبوط رشتہ قائم کیا جائے۔ ان سب کو خدا نے تعالیٰ کی وصایت منوائی چاہئے اور موجودہ مذاہب میں سے منافر فرست کو دور کر کے سب لوگوں کو

ایک ندیہ کی طرف لاایا جائے۔ اس کیمیٰ تجھر امریکہ کے کئی ایک معودین ہیں اور یہ لوگ موجودہ عیسائیت سے سخت پیروار اور اپنے اعتراض و مقاومت کے لحاظ سے اسلام کے بہت قریب آچکے ہیں۔ اس کیمیٰ کا ایک جلسہ گذشتہ سال فرانش کے دارالخلافہ پیرس میں، فرمائی کا نظرس کے نام سے ہوا تھا۔ جمیں جملہ خواجہ صاحب کو بھی مدعا کیا گیا تھا جنہوں نے وہاں اسلام کی حقانیت پر ایک موثر و عظیم کیا۔ اور بتلایا کہ جن اعتراض و مقاومت کو اس کیمیٰ نے اب پسال الضب العین بنایا ہے۔ اسلام تیرہ صد برس پیشتر سے انہی کا دعاظکر رہا ہے۔ خواجہ صاحب کے اس وعظ کا ان لوگوں کو بہت بڑا اثر ہوا۔ اور اب انہوں نے تحریر کی ہے کہ اس کیمیٰ کے چند ایک تجھر مختلف ممالک دنیا مثلاً قدس طینہ، شام، مصر، سیلوان، ہندوستان، چین، چاپاں اور مختلف ملکوں پر ایڈیورپ میں پھر کر لپتے ہیں مشن کو پورا کیں۔ اور ذیل کی صد اقوال پر جو کسی نہ کسی شکل میں ہر جگہ موجود ہیں ہر ایک کے ندیہ کے وکیل سے رشیقی طلب کریں۔ (۱) خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کا علم۔ (۲) الہام۔ (۳) ملائکہ۔ (۴) حجود۔ (۵) اعمال اہدانا کا اثر اس دنیا میں اور آئندہ (۶) حقیقی اخلاق فتویٰ اور اس کے اصول۔ (۷) پیشہ دوزخ و عیزو۔

اس عرض کو پورا کرنے کیلئے اس کیمیٰ تجھر وہ نے جناب خواجہ صاحب کو اپنارفیق سفر بنا لانا چاہا ہے۔ اور خواجہ صاحب نے اس درخواست کو بخوبی منتظر کر لیا ہے۔ کیونکہ امور متذکرہ بالا کے متعلق خواجہ صاحب اس سفر میں ہلام کی بخوبی و کمالت کر سکتے ہیں۔ اور تمہارا کام کا نظرس کو بتالا پہنچ کے اسلام سے ان سب امور پر کیسے خوبصورت اور مکمل پہرا لیں یہیں روشنی ڈالی ہے اور درحقیقت خواجہ صاحب کی یہ قدامت اسلام کے شامراستقبل نہ باعث ہوگی اپسلیٹ خواجہ صاحب نے ہندوستانی مسلمانوں سے یہیں کیا ہے کہ وہ اس سفر کے لئے کافی زاد راہ مہپیا کریں۔ کیونکہ اگر پہ وہ خود اس وقت

ورویا نہ زندگی بس کر رہے ہیں لیکن ان وجا ہمت پہندا صاحب کے ساتھ انہیں بھی دیساہی  
امیرانہ خروج کرنا پڑیگا۔ ورنہ اس کے بغیر ان کے کام کو بہت بے فتنی سے دیکھا جائیگا۔  
اور یہ بات اسلام کی دکالت میں پہت بڑی روک کا موجب ہوگی پس کل بھی نواہ ان  
اسلام کو چاہئے کہ اس وقت خواجہ صاحب کو نہایت دریادی سے مالی امداد پچھا کر  
داخل حسنات ہوں ہ

ان تمام عظیم الشان کاموں کی سر انجام دہی کے لئے جناب خواجہ صاحب کو مالی  
امداد کے علاوہ جسمانی امداد کی بھی از حد ضرورت تھی۔ اور وہ خود باوجود نہایت دن کام  
میں منہک رہنے کے اکیلے تمام کام کو نہانہ کے تھے۔ انہیں خفتریب نہیں کافرنیش کے  
ساتھ اٹھن سے باہر جانا ہے۔ اور اس لئے کسی اور ملنگ کی اشد ضرورت تھی۔ لہذا  
انہوں نے بار بار ہندوستان سے کسی مبلغ کے آنکے لئے لکھتا۔ اور نیز ~~ڈھر خالد شیدریک~~  
کو جو عرصہ دنل سال سے مسلمان ہو چکے ہوتے ہیں مادہ تبلیغ اسلام کے لئے موذون  
اور لایق آدمی ہیں۔ مسیح انڈیا کے ایڈپیویریل سٹاف میں رکھنے کی تجویز کی جتنا چچاں  
کے اس پاک کام میں امداد وینے کے لئے گدوشہ ۱۶ جون کو جناب مصلحتنا مولیعہ  
~~صلحت الدین~~ صاحب تی۔ آئے۔ تی تی روائہ انگلستان ہو گئے۔ اور یکم جولائی ۱۹۴۷ء  
کو مسٹر خالد شیدریک کو بھی جناب خواجہ صاحب نے وکنگ سٹاف میں رکھ لیا ہ  
جناب ~~حلوی~~ حصلدار الدین صاحب کے ہمراپ جناب جناب خان بھا در مرزا  
~~ملطاز~~ حمداصاحب خلف اکبر جناب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام  
بھی بغرض سیاحت انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔ مرزا صاحب ہو صوف نے وکنگ  
میں خواجہ صاحب کے کام کو تقدیم نظر سے دیکھ کر ہندوستانی اخبارات میں بسو ط  
مضامین کے ذریعے اس پر یو یو کیا ہے۔ اور بہت خوش آئینہ افاظ میں اُسے سراہجہ  
انہوں نے نو سیلین کو خالص اسلامی ننگ سے رہیں اور ان کی اسلامی غیرت و محبت  
کو دیکھ کر انہیں پرانے اور نسبی مسلمانوں پر فوکیت دی ہے۔ اور بہت عیاذت گذار اور  
شاعر اسلام کا پائند بتایا ہے ہ

الغرض وذکر میں اس وقت اسلام کا جھنڈا انسانیت مضبوطی سے گاڑ دیا گیا ہے اور اگرچہ بال مقابلہ بہت سے پادری لوگ اسلام پر طرح طرح کے الزامات اور پادریا تبلیغ سے نہ آمکھاڑ دینے کی ازحد کوشش میں مصروف ہیں لیکن وسری طرف بہت سے الگریزان کے طبایف ایجیل سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں۔ اور اب ان کے مقابلہ میں پادریوں کی کوئی نیش نہیں چلتی۔ اور اس لئے انہوں نے خود پسے ایک جلسہ ووکاگ کی اس اسلامی تحریک کو عیسائیت کے زبردست دشمن کے نام سے موسم کیا ہے جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ جناب نواحی صاحب کی مساعی جمیلی سے اسلام کو وہاں لکھنی بڑی کامیابی تفصیب ہو رہی ہے۔ فلتحمد للہ علی ذللاک۔ ذیل میں تمام نومسلمین کی اہموار فہرست وسیع کی جاتی ہے جو نواحی صاحب ہنے جون ۱۹۱۷ء کے مسلم انٹریاسیں شبابیں کی ہے ۔

نمبر شمار	حکیمی نام	اسلامی نام	سکونت	نام	کیفیت
۱	مسن ابراهیم	فاطمه	سکات لیڈز	سکات لیڈز	
۲	دایث آفریقی کارل اون ہرٹلے	سید الرحن شیخ رحمت الشرفا	آگر لیڈز	آگر لیڈز	
۳	مسن کلی شیخ	علیم الحکمن	ہنسنکٹ	سلور فیل	
۴	لیپن شیخ	عبد الرحمن	سلور فیل	سلور فیل	
۵	لیپن شیخ	یوسف	سلور فیل	سلور فیل	
۶	وائی کوت و دی پولیسٹر فریڈی	عطاہ الرحن شیخ سلطان الدین	کومن میسکن	کومن میسکن	
۷	این الامیر فوکو کوئن	عطاہ الرحن شیخ عیال الدین	پاٹھوروس	پاٹھوروس	
۸	ستہ لفڑو	عایشہ	بلیز نیڈن	بلیز نیڈن	
۹	مسن پیٹر	سکینہ	ویلکن	ویلکن	
۱۰	مسن فلورنس پل	محمودہ	ویلسدن	ویلسدن	
۱۱	مسن فلورنس پل	عثمان المهدی	ویلریا	ویلریا	
۱۲	مسن وڈورڈ ایڈ ورد	محمد	سویتھر لورٹ	سویتھر لورٹ	
۱۳	مسن راس	رشیدہ	سکات لینڈن	سکات لینڈن	
۱۴	مسن الیزابٹ سمتھ	عبد القادر	سوکھرن سی	سوکھرن سی	
۱۵	مسن شلدر ریک	خلد	لندن	لندن	
۱۶	مسن ایل بریج	جمیله	لندن	لندن	
۱۷	مسن فلارٹ	عمر	لندن	لندن	
۱۸	مسن فلاموف	شریفہ	سٹریٹ	سٹریٹ	
۱۹	مسن پیٹر	امیتھی	سویکھنی	سویکھنی	
۲۰	مسن شنڈن	جیب الرحن نور الدین	پرمائی لون	پرمائی لون	
۲۱	مسن کریت	ترسیمہ نیکم	اویت	اویت	
۲۲	مسن کریت	احمد	لئون	لئون	
۲۳	مسن میٹس	مہما کر	کرکٹ	کرکٹ	
۲۴	مسن پیترس	فاطمه	کیر و شیخ اندھ	کیر و شیخ اندھ	
۲۵	مسن پیترس	امیر			